اِمام اَعظمؒ اور اِمام بخاریؒ

(نسبت و تعلق اور وجوہاتِ عدمِ روایت)

مِنہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 042-111-140-140

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 042-7237695

www.Minhaj.org - sales@Minhaj.org

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

www.MinhajBooks.com



مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

﴿صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ﴾

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب : اِمام اَعظمؒ اور اِمام بخاریؒ

(نسبت و تعلق اور وجوہاتِ عدمِ روایت)

تصنیف : شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب و تخریج : حافظ فرحان ثنائی

نظرِ ثانی : ڈاکٹر علی اَکبر الازہری

زیرِ اِہتمام : فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk

مطبع : منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعتِ اَوّل : ستمبر 2008ء

تعداد : 1,100

قیمت : -/120 روپے

ISBN 978-969-32-0828-3

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

www.MinhajBooks.com

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱ / ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل و ایم ۴/ ۹۷۰-۷۳، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔ا / اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت / اِنتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱ / ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

www.MinhajBooks.com

فہرس

عنوانات	صفحہ
❁ پیش لفظ	۱۱
باب اوّل	۱۳
امامِ اعظمؒ، امام بخاریؒ کے شیخ الشیوخ ہیں	
۱۔ امام بخاریؒ کے والد دو طُرق سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں	۱۵
۱۔ الإمام البخاري عن والده إسماعيل بن إبراهيم عن عبد الله بن المبارک عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۱۶
۲۔ الإمام البخاري عن والده إسماعيل بن ابراهيم عن حماد بن زيد عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۱۷
اصولِ حدیث کی روشنی میں چند اہم علمی نکات	۲۰
امام بخاریؒ کا مسندِ حدیث پر بیٹھنے سے قبل امامِ اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں کی کتب کا حفظ	۲۲
۲۔ امام بخاریؒ صرف ایک واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں	۲۴

عنوانات	صفحہ
(۱) الإمام البخاري عن مكي بن إبراهيم عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۲۴
(۲) الإمام البخاري عن الضَّحَّاک بن مَخْلَد عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۲۶
(۳) الإمام البخاري عن أبي عبد الله الأنصاري عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۲۸
(۴) الإمام البخاري عن أبي عبد الرحمان المُقْرِئ عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۳۰
(۵) الإمام البخاري عن عبيدالله بن موسٰی عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۳۲
(۶) الإمام البخاري عن الفَضل بن دُكَين عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۳۴
۳۔امام بخاریؒ دو واسطوں سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں	۳۵
(۷) الإمام البخاري عن يَحيَى بن مَعِين عن عبد الله بن المبارک عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۳۶
(۸) الإمام البخاري عن إبراهيم بن موسٰی عن يزيد بن زُرَيع عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۳۸

عنوانات	صفحہ
(۹) الإمام البخاري عن عَمرو بن زُرارة عن هُشَيم بن بَشِير عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۴۰
(۱۰) الإمام البخاري عن عَبَّاد بن يعقوب عن عَبَّاد بن العَوَّام عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۴۲
(۱۱) الإمام البخاري عن يَحيَى بن مَعِين عن وَكِيع بن الجَرَّاح عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۴۴
(۱۲) الإمام البخاري عن مَحمود بن غَيلان عن عبد الرَّزَّاق بن هَمَّام عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ	۴۶
باب دوم	۴۹
امام بخاریؒ کی ثلاثیات کے راوی بھی امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذہ ہیں	
۱۔ امام بخاریؒ کی سندِ عالی ''ثلاثی'' ہے	۵۱
۲۔ امام بخاریؒ کی ۲۲ ثلاثیات میں سے ۲۱ کے راوی امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں	۵۱
۳۔ ثلاثیاتِ بخاری کے رُواۃ جو امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذہ ہیں	۵۲
(۱) امام مکیؒ بن ابراہیم (متوفی ۲۱۵ھ)	۵۲

عنوانات	صفحہ
(۲) امام ابو عاصم ضحاکؒ بن مخلد النبیل (متوفی ۲۱۲ھ)	۵۵
(۳) امام محمدؒ بن عبد اللہ انصاری (متوفی ۲۱۵ھ)	۵۷
(۴) امام خلادؒ بن یحییٰ (متوفی ۲۱۳ھ)	۵۸
۴۔ امام بخاریؒ کی بائیس (۲۲) ثلاثیات کی اَسانید اور متون	۶۰
باب سوم	۷۹
امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے امام بخاریؒ کے عدمِ روایت کی وجوہات پر بحث و تحقیق	
۱۔ کسی محدّث سے عدمِ روایت اس کے ضعف کی دلیل نہیں	۸۱
(۱) 'صحیحین' میں امام شافعیؒ سے بھی روایت نہیں کیا گیا	۸۲
(۲) امام بخاریؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے براہِ راست صرف ایک حدیث روایت کی	۸۳
(۳) امام بخاری نے 'الصحیح' میں اپنے شیخ 'الذھلی' کا پورا نام نہیں لیا	۸۵
پورا نام نہ لکھنے کی وجہ.....عقیدۂ خلقِ قرآن کا الزام	۸۶
(۴) امام مسلمؒ نے 'الصحیح' میں امام بخاریؒ سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی	۸۹

عنوانات	صفحہ
امام مسلمؒ کا اپنے شیوخ سے استناد اور اس کا موازنہ	۹۳
(۵) امام مسلمؒ کی سند سے سنن ترمذی میں صرف ایک روایت	۹۶
جامع ترمذی میں بعض ثقہ رُواۃ سے مروی احادیث کی تعداد	۹۷
جامع ترمذی میں بعض ضعیف رُواۃ سے مروی احادیث کی تعداد	۹۸
(۶) امام بخاریؒ کی سند سے سنن نسائی میں صرف ایک روایت	۹۹
(۷) امام احمد بن حنبلؒ نے ''سلسلۃ الذھب'' کے طریق سے صرف ایک روایت لی	۱۰۰
۲۔ عدمِ روایت کا سبب ایمان کی تعریف سے متعلق علمی اختلاف ہے	۱۰۳
۳۔ امام بخاریؒ کا قول: ''میں نے اپنے عقیدہ کے خلاف کسی سے روایت قبول نہیں کی''	۱۰۶
۴۔ امام بخاریؒ نے امامِ اعظمؓ پر ضعیف الحدیث ہونے کا الزام نہیں لگایا	۱۰۷
۵۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ پر مرجئہ کے الزام کی حقیقت	۱۰۷
۶۔ امام بخاریؒ پر خود خلقِ قرآن کا الزام لگایا گیا	۱۱۸
۷۔ صحاح ستّہ میں مرجئہ سے مروی روایات بھی موجود ہیں	۱۱۹
(۱) عبد العزیزؒ بن ابی رواد سے روایتِ حدیث	۱۱۹
(۲) ابراہیمؒ بن طہمان سے روایتِ حدیث	۱۲۰

عنوانات	صفحہ
(۳) ایوبؒ بن عائذ سے روایتِ حدیث	۱۲۲
(۴) عثمانؒ بن غیاث سے روایتِ حدیث	۱۲۳
(۵) عمرؒ بن ذر الھمدانی سے روایتِ حدیث	۱۲۴
(۶) ابو معاویہ محمدؒ بن خازم سے روایتِ حدیث	۱۲۶
''صحیح البخاری'' میں مزید گیارہ مرجئہ رُواۃ کی فہرست	۱۲۸
بعض شبہات کا ازالہ	۱۳۱
❁ مآخذ و مراجع	۱۳۳

www.MinhajBooks.com

پیش لفظ

حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان گنت خصائص و امتیازات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی سنت و سیرت کا ایک ایک نقش اور آپ کے ارشادات و فرمودات کا ایک ایک حرف صدیوں کے الٹ پھیر کے بعد بھی کما حقہٗ محفوظ و مامون ہے۔ جس طرح قرآن مجید کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لی اور اس کے قدرتی اَسباب پیدا فرمائے اسی طرح صاحبِ قرآن کی سیرت و سنت کے نقوش مبادیاتِ دین کی صورت میں قیامت تک محفوظ رکھنے کا اہتمام بھی قدرتِ الٰہیہ نے محدّثین اور فقہاء کے ذریعے فرمایا۔ یہ نادرِ روزگار شخصیات حیرت انگیز ذہنی اور قلبی صلاحیتوں کی مالک تھیں۔ اپنے اپنے دور کے یہ ذہین فطین، متقی، پرہیزگار اور صاحبِ علم و حکمت لوگ مصطفوی چراغ سے ایمان و عمل کی شمعیں روشن کرتے رہے۔ ان پاکیزہ اور نہایت قابلِ احترام ائمہ حدیث و فقہ میں ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ وہ جامع کمالات شخصیت ہیں جنہیں ان کے معاصر اور بعد میں آنے والے اہلِ علم نے ''امامِ اَعظم'' کا خطاب دیا۔

تاریخ کے ہر بڑے آدمی کی طرح جہاں ان کی تعریف و توصیف ہوتی رہی وہاں انہیں حسد و بغض اور معاصرانہ رقابت کے تیروں نے زخمی بھی کیا۔ اپنے پرائے طرح طرح کے الزامات بھی لگاتے رہے حتیٰ کہ فراستِ نبوت کے اس عظیم وارث کو ''اہل الرائے'' کہہ کر منکرِ حدیث بھی کہا گیا اور لکھا گیا کہ ابو حنیفہ کو صرف سترہ احادیثِ نبوی ﷺ یاد تھیں۔ بعد ازاں اس الزام کو سچا ثابت کرنے کے لیے ان کے اور امام بخاری کے درمیان اختلافات کی کہانیاں بھی گھڑی گئیں۔ اس پر دلیل یہ دی جانے لگی کہ اگر امامِ اعظم علمِ حدیث میں معتبر مقام کے حامل ہوتے تو امام بخاری ان کی سند سے احادیث بھی نقل کرتے چونکہ ایسا نہیں ہوا لہٰذا وہ قابلِ اعتبار نہیں۔ اس لیے ان کے بنائے ہوئے فقہی اصول اور ضابطے بھی غیر اہم ہیں۔ اس نوعیت کی بدگمانیاں اور گستاخیاں آج تک جاری

ہیں اور اس فتنہ پروری میں غیر مقلد طبقہ خاص طور پر نمایاں ہے۔ تقلید کے تصور کو بگاڑ کر اسے جہالت اور بدعت کہنے والے یہ سخت گیر حضرات اگرچہ ''اہلِ حدیث'' کہلاتے ہیں مگر ان احادیث کو اپنے عمل سے خارج کر دیتے ہیں جن میں بدگمانی، اِلزام تراشی اور فتنہ پروری سے حضور نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ زیرِ نظر کتاب امام ابو حنیفہؒ اور امام بخاریؒ کے درمیان اختلافات کی کڑیاں ڈھونڈنے والوں کو مایوس کرے گی اور راست گو محققین کے لیے خوش گوار حیرتوں کے اَنبار لگا دے گی۔

اس مختصر کتابچے میں جہاں امام ابو حنیفہؒ کی حدیث میں شاندار خدمات اور مقام و مرتبہ کے شواہد جمع کیے گئے ہیں وہاں امام بخاریؒ کے ساتھ آپ کا خصوصی بزرگانہ تعلق بھی متحقق کیا گیا ہے۔ نیز ان دلائل کا علمی جائزہ پیش کیا گیا ہے جن کے باعث امام بخاریؒ نے آپ سے روایت نہیں لی اور درجنوں شواہد سے ثابت کیا گیا ہے کہ کسی محدّث نے اگر کسی محدّث سے روایت نہیں کیا یا اپنی سند سے ان کے علاوہ کسی اور معاصر کا نام شامل کر لیا ہے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ شخصیت معتبر اور ثقہ نہیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ یہ کتابچہ حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی معرکہ آراء کتاب ''امام ابو حنیفہؒ: امام الائمہ فی الحدیث'' جلد اوّل میں شامل ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر اسے الگ کتابچے کی صورت میں طبع کروایا جا رہا ہے تاکہ بآسانی عام لوگوں کی دسترس میں آ سکے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگانِ دین کے ساتھ حقیقی محبت کی توفیق دے اور ہمارے علم و عمل میں ان کا خصوصی فیض ارزاں فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ڈاکٹر علی اَکبر الازہری
ڈائریکٹر رِیسرچ
فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ
۱۴ رمضان المبارک، ۱۴۲۹ھ

جیسا کہ مذکورہ بالا کتاب کے مقدمہ میں ہم نے وضاحت بھی کی ہے کہ یہ اعلیٰ تحقیق اور علمی دستاویز شیخ الاسلام کے خطابات اور دروس کا مرتبہ مجموعہ ہے جس کو کتابی شکل دینے اور اضافہ جات شامل کرنے کی سعادت حافظ فرحان ثنائی، ریسرچ سکالر FMRi، کو حاصل رہی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگانِ دین کے ساتھ حقیقی محبت کی توفیق دے اور ہمارے علم و عمل میں ان کا خصوصی فیض ارزاں فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

www.MinhajBooks.com

باب اوّل



اِمامِ اَعظمؒ اِمام بخاریؒ کے شیخ الشیوخ ہیں

www.MinhajBooks.com



www.MinhajBooks.com

باب ھٰذا میں ایسے دلائل و براہین پیش کئے گئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاریؒ کے بیشتر شیوخ الحدیث امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اِس ناقابلِ تردید حقیقت کی وجہ سے ہی امامِ اعظم ائمہِ فقہ کے علاوہ امام بخاری کے بھی امام قرار پاتے ہیں۔ زیرِ نظر باب میں اُن چیدہ طرق کا تذکرہ کیا جائے گا جن کی رُو سے امام بخاری، امامِ اعظم کے پوتے یا پڑپوتے شاگرد کہلاتے ہیں۔

۱۔ امام بخاریؒ کے والدِ گرامی دو طُرق سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں

امام بخاریؒ کے والد کا اسمِ گرامی اسماعیلؒ بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری ہے۔ اہم امر یہ ہے کہ امام بخاری کے والدِ گرامی کے دو شیوخ جن کے نام امام عبد اللہؒ بن مبارک اور امام حمادؒ بن زید ہیں دونوں امامِ اعظم کے شاگرد ہیں۔ ان دو طرق سے امام بخاری امامِ اعظم کے پڑپوتے شاگرد ہوئے۔

ہم ذیل میں امام بخاری کے بواسطہ اپنے والدِ گرامی امامِ اعظم تک طرقِ حدیث کے یہی دو نقشہ جات ذکر کر رہے ہیں۔

www.MinhajBooks.com

اِمام بخاریؒ تک اِمامِ اَعظمؒ کے طرقِ حدیث

پہلا طریق

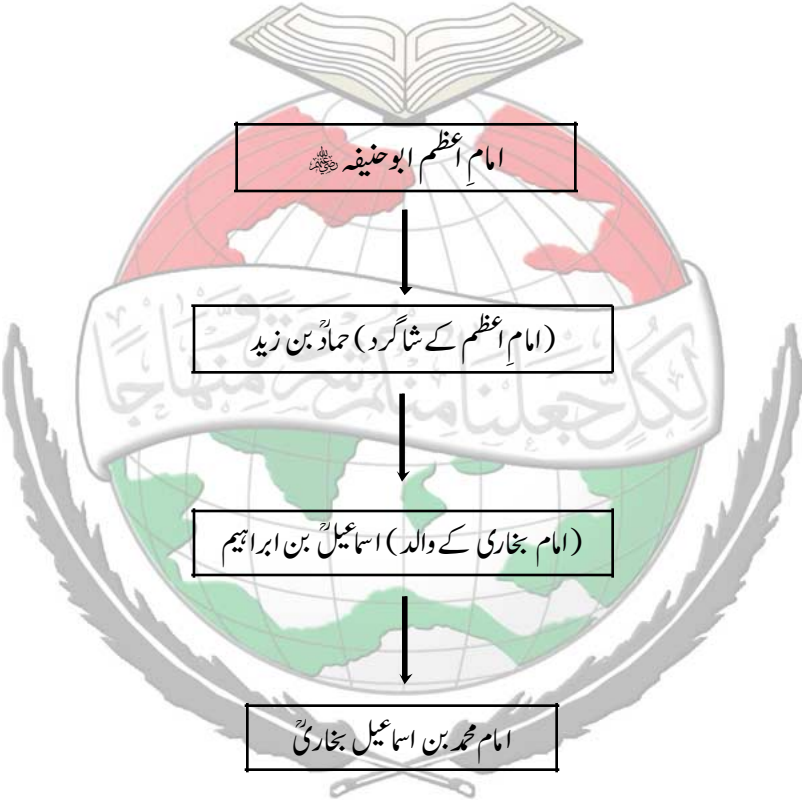
الإمام البخاري عن والده إسماعيل بن إبراهيم عن عبد الله بن المبارک عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ



www.MinhajBooks.com

دوسرا طریق

الإمام البخاري عن والده إسماعيل بن إبراهيم عن حمّاد بن زيد عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہم



www.MinhajBooks.com

طرق کی علمی تحقیق

۱۔ امام عسقلانیؒ نے امام بخاریؒ کے والدِ گرامی کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن حمّاد بن زيد وابن المبارک.(۱)

''اسماعیل بن ابراہیم نے حماد بن زید اور عبداللہ بن مبارک (دونوں) سے روایت کیا ہے۔''

۲۔ امام قسطلانیؒ، امام بخاریؒ کے والدِ گرامی کے متعلق مزید لکھتے ہیں:

إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة سمع من مالک وحماد بن زيد وصحب ابن المبارک.(۲)

''اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ نے امام مالک اور حماد بن زید سے سماع کیا ہے جب کہ امام عبد اللہ بن مبارک کی مصاحبت میں رہے۔''

۳۔ خود امام بخاریؒ نے بھی اپنے والدِ گرامی کی امام حمادؒ بن زید اور امام عبد اللہؒ بن مبارک سے ملاقات کی تائید وتصریح کی ہے۔(۳)

❁ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ امام بخاریؒ کے والد اسماعیلؒ بن ابراہیم، امام حمادؒ بن زید اور امام عبد اللہؒ بن مبارک کے شاگرد ہیں اور امامِ اعظمؒ اِن دونوں کے شیخ ہیں۔ اس امر پر محدّثین اور ائمہ اسماء الرجال کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۴۔ امام بخاریؒ اپنی کتاب 'التاریخ الکبیر' میں امامِ اعظمؒ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

نعمان بن ثابت أبو حنيفة الكوفي: روى عنه: ابن المبارک.(۴)

(۱) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۱: ۲۴۰

(۲) قسطلانی، إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، ۱: ۳۱

(۳) بخاری، التاريخ الكبير، ۱: ۳۴۲

(۴) بخاری، التاريخ الكبير، ۸: ۸۱

’’ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی سے عبداللہ بن مبارک نے روایت کیا ہے۔‘‘

۵۔ امام علیؒ بن مدینی امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

أبوحنيفة: روى عنه الثوري و ابن المبارک و حمّاد بن زيد.(۱)

’’ابوحنیفہ سے سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک اور حماد بن زید نے روایت کیا ہے۔‘‘

۶۔ ان کے علاوہ امام ابنِ ابی حاتمؒ نے ’الجرح والتعديل (۸: ۴۴۹)‘، خطیب بغدادیؒ نے ’تاریخ بغداد (۱۳: ۳۲۴)‘، صیمریؒ نے ’أخبار أبي حنيفة وأصحابه (ص: ۱۲۵)‘، مزیؒ نے ’تهذيب الكمال (۲۹: ۴۲۰)‘، ذہبیؒ نے ’سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳)‘ اور سیوطیؒ نے ’تبييض الصحيفة (ص: ۷۸)‘ میں امام عبداللہؒ بن مبارک کا امامِ اعظمؒ سے روایت کرنا بیان کیا ہے۔

۷۔ اسی طرح صاحب السيرة الشامية امام محمدؒ بن یوسف الصالحی الشامی نے بھی امام حمادؒ بن زید کو امامِ اعظم کے شاگردوں میں شمار کیا ہے۔(۲)

۸۔ امام عبداللہؒ بن مبارک کے پاس امامِ اعظمؒ کا لکھا ہوا علم موجود تھا۔ انہوں نے کئی مرتبہ امام صاحب کی کتب لکھیں۔ امام عبداللہؒ بن مبارک خود فرماتے ہیں:

كتبت كتب أبي حنيفة غير مرّة، فكانت تقع فيها زيادات فأكتبها.(۳)

’’میں نے کئی مرتبہ امام ابوحنیفہ کی کتب کو لکھا، پس ان میں کوئی اضافہ ہوتا تو میں اسے لکھ لیتا۔‘‘

(۱) ابن عبدالبر، جامع بيان العلم وفضله، ۱: ۱۴۹

(۲) صالحی شامی، عقود الجمان فی مناقب أبی حنيفة النعمان: ۱۰۸

(۳) صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۳۶

۹۔ امام عطیہؒ بن اسباط امام عبد اللہؒ بن مبارک کا عمل بیان کرتے ہیں:

كان ابن المبارک إذا قدم الكوفة تقدّم على زفر فيعيره كتبه عن أبي حنيفة فيكتبها، حتى كتبها مرارا۔(۱)

''ابنِ مبارک جب بھی کوفہ آتے تو زفر کے ہاں آتے پس وہ ان کو امام ابوحنیفہ سے مروی اپنی کتب عاریۃً دیتے تو یہ انہیں نقل کر لیتے یہاں تک کہ انہوں نے کئی بار ان کو نقل کیا۔''

معلوم ہوا کہ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی کتب مسودات اور مخطوطات کی شکل میں ان کے گھر میں موجود تھیں جس بنا پر لوگ انہیں اہل الرائے بھی کہتے تھے۔

اُصولِ حدیث کی روشنی میں چند اَہم علمی نکات

درج بالا تحقیق پر اصولِ حدیث کی روشنی میں چند اہم علمی نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ تحقیق کا ماحصل پیش کرنے سے قبل ضروری ہے کہ روایتِ حدیث اور فقہ سیکھنے/سکھانے کو بیان کرنے میں محدّثین کے ہاں مروج مختلف اسالیب کا جائزہ لیا جائے تاکہ تمام شبہات کا ازالہ ہو اور حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ محدّثین کسی راوی کے روایت کرنے یا سماع کرنے اور کسی فقیہ سے فقہ سیکھنے یا سکھانے کے لئے مختلف الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً کسی سے روایت کرنے یا سماع کرنے کے لئے محدّثین اپنی کتابوں میں رَوَى فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ، رَوَى فُلَانٌ مِن فُلَانٍ، رَوَى عَنهُ فُلَانٌ، سَمِعَ فُلاناً، سَمِعَ فُلَانٌ فُلاناً، سَمِعَ فُلَانٌ مِن فُلَانٍ اور سَمِعَ مِنهُ فُلَانٌ جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جب کہ اس کے برعکس محدّثین کا ہی یہ اسلوب ہے کہ وہ کسی فقیہ محدّث کے فقہ سکھانے یا سیکھنے کے عمل کو تَفَقَّهَ بِفُلَانٍ، تَفَقَّهَ فُلَانٌ بِفُلَانٍ، تَفَقَّهَ عَلَى فُلَانٍ، بِفُلَانٍ تَفَقَّهَ فُلَانٌ، تَفَقَّهَ بِهِ فُلَانٌ، تَفَقَّهَ عَلَى فُلَانٍ فُلَانٌ، عَلَى فُلَانٍ تَفَقَّهَ فُلَانٌ جیسے الفاظ سے

(۱) صيمري، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۳۷

بیان کرتے ہیں۔ (مزید تحقیق کے لئے علم الرجال پر لکھی گئی کتب ملاحظہ فرمائیں۔)

۲۔ امام بخاری محض محدّث ہی نہیں بلکہ امام عبد اللہ بن مبارک اور امام سفیان ثوری کی طرح امیر المومنین فی الحدیث بھی ہیں۔ اُن سے یہ توقع کرنا کہ وہ روی عنه اور تفقّه به کے مابین فرق کو نہ سمجھتے ہوں گے محض لغو اور باطل خیال ہے۔ لہٰذا جب التاریخ الکبیر میں وہ بیان کرتے ہیں کہ روی عنه ابن المبارک (امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن المبارک نے ابوحنیفہ سے روایت کیا)، اُسلوبِ محدّثین کے تحت اِس سے مراد یقیناً روایتِ حدیث ہے نہ کہ تعلیمِ فقہ۔

۳۔ اسی اسلوب کی روشنی میں مندرجہ بالا تمام رِوایات کے جائزے سے یہی بات ثابت ہے کہ اگر امام بخاری اور دیگر محدّثین، امامِ اعظم کے شاگردوں امام عبد اللہ بن مبارک اور امام حماد بن زید کو فقہ میں معروف سمجھتے تو ان کے ساتھ ''فقه'' کی طرف اشارہ کرنے والا کوئی لفظ لاتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ امام بخاری اور دیگر اکابر محدّثین نے امامِ اعظم کے ساتھ ''رَوَی عَنْهُ'' لکھ کر اِن حضرات کو آپ کے محدّثین شاگرد ظاہر کیا ہے۔

۴۔ یہ بات بھی لائقِ توجہ ہے کہ امام عبد اللہ بن مبارک خود امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں اگر وہ امامِ اعظم کو معتبر اور ثقہ نہ سمجھتے تو ہرگز بھی آپ سے روایت نہ کرتے۔ اسی طرح دوسرے امیر المؤمنین فی الحدیث امام سفیان ثوری باقاعدہ طور پر آپ کے فقہاء تلامذہ میں شامل نہ ہونے کی باوجود بھی آپ سے روایت کرتے ہیں جو یقیناً علم الحدیث کے سوا اور کچھ نہیں۔ اِس سے بھی امامِ اعظم کے امام الأئمة فی الحدیث ہونے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ امام بخاری نے اس روایت کو امامِ اعظم کے ترجمہ اور تعارف میں درج کیا ہے تو اس سے بھی اَقرب علی القیاس یہی ہے کہ امام بخاری کا اس سے مقصود امام ابوحنیفہ کے محدّثین تلامذہ کو بیان کرنا تھا۔ لہٰذا یہی بات ثابت ہوئی کہ امام عبداللہ بن مبارک نے امامِ اعظم سے حدیث ہی روایت کی۔

۶۔ امام عبداللہ بن مبارک کے پاس امامِ اعظم سے مروی کتب موجود تھیں اور طویل مدت تک امام بخاری کے والد ابنِ مبارک کی صحبت میں رہے ظاہری بات ہے کہ انہوں نے اپنے تلامذہ کو وہی ذخیرۂ علم منتقل کیا جو اُن کے پاس تھا۔ اس طرح امامِ اعظم کی مرویّات بذریعہ امام عبد اللہ بن مبارک امام بخاری کے والد کو حاصل ہوئیں اور امام بخاری نے کل ذخیرۂ علم الحدیث جو اپنے والدِ گرامی کے توسط سے گھر میں وراثتاً پایا وہ امامِ اعظم کا تھا۔ لہٰذا امام بخاری نے امامِ اعظم کے ذخیرۂ علمی کو حاصل کیا اور یوں بالواسطہ رشتۂ تلمذ استوار ہوا۔

آخر میں امام بخاری کا قول درج کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے خود امام عبداللہ بن مبارک اور امام وکیع بن جراح کی کتب سے استفادہ کرنے کا اعتراف کیا ہے۔

امام بخاریؒ کا مسندِ حدیث پر بیٹھنے سے قبل امامِ اعظم رضی اللہ عنہ اور اُن کے شاگردوں کی کتب کا حفظ

یہ بڑی اہم بات ہے جسے خطیب بغدادیؒ، امام ابنِ جوزیؒ، امام ذہبیؒ، امام عسقلانیؒ اور دیگر ائمہ نے نقل کیا ہے۔ امام بخاریؒ خود بیان فرماتے ہیں:

فلما طعنت فی ست عشرة سنة، حفظت کتب ابن المبارک ووکیع وعرفت کلام هؤلاء (یعنی أصحاب الرأي). (۱)

’’جب میں سولہ سال کا ہوا تو میں نے امام عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲: ۷
۲۔ ابن جوزی، صفة الصفوة، ۴: ۱۶۹
۳۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۴: ۴۳۹
۴۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۲: ۳۹۳
۵۔ عسقلانی، مقدمة فتح الباری، ۱: ۴۷۸

جراح کی کتابیں زبانی یاد کر لیں اور اصحاب الرائے کے کلام کی معرفت بھی حاصل کر لی تھی۔‘‘

درجِ بالا عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ چونکہ امام بخاری کے والد نے ابنِ مبارک کی صحبت میں ایک عرصہ گزارا تھا اور وہی ان کی کتابیں لائے تھے تو امام بخاری نے مسندِ حدیث پر بیٹھنے سے قبل نو عمری میں ہی اُن کی کتابیں حفظ کر لی تھیں۔

اہل الرائے کون حضرات ہیں؟ ذہن نشین رہے کہ امامِ اعظم کے مخالفین نے اہل الرائے کا لقب ہی امام صاحب اور آپ کے شاگردوں کے لئے وضع کیا اور ان سے متاثر ہونے والوں میں امام بخاری بھی شامل تھے۔ اسی وجہ سے اُن کو اہل الرائے کہتے تھے۔ امامِ اعظم کو اہل الرائے کہنے سے اُن کے علمی مقام کا انکار نہ تھا بلکہ ان کو مسلکاً اور مشرباً کہتے تھے۔ امام بخاری کا امامِ اعظم کو اہل الرائے کہہ کر پکارنے سے مراد ان کے علمی، فکری اور فقہی مقام کا اِقرار تھا۔

اگر امام بخاری امامِ اعظم کے علمی مقام کا اعتراف کرتے تھے تو پھر ذہنوں میں سوال ابھرتا ہے کہ اُن سے روایت کیوں نہیں لی؟ اس کا تفصیلی جواب کتاب ہذا کے تیسرے باب میں آ رہا ہے۔ سرِدست اتنا بتانا کافی ہے کہ امام بخاری نے علم الحدیث کئی اور طرق سے بھی اخذ کیا مگر فہم الحدیث اور فقہ الحدیث بالواسطہ امامِ اعظم سے حاصل کیا۔ اسی لئے انہوں نے مسندِ حدیث پر بیٹھنے سے قبل اصحاب الرائے یعنی امامِ اعظم ابوحنیفہ اور آپ کے شاگردوں کی کتابیں حفظ کی تھیں پھر مسندِ حدیث پر بیٹھے۔ امام بخاریؒ نے مسندِ حدیث پر بیٹھنے سے قبل حدیث کے فہم اور فقہ کے حصول کو لازمی سمجھا کیونکہ اس کے بغیر انسان حدیث کے معانی کی حقیقی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ روایت اس بات کا بھی واضح ثبوت ہے کہ ان کتب کے ذریعے وہ امامِ اعظم کے علم الحدیث سے بھی آشنا ہوئے ہونگے کیونکہ امام عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح جن کی کتابوں کو امام بخاری نے پڑھا، امامِ اعظم کے بلند پایہ شاگرد تھے جو حدیث میں اَجل اور اَوثق مقام پر فائز تھے۔

۲۔ امام بخاریؒ صرف ایک واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں

امام بخاریؒ اپنے والد گرامی کے علاوہ صرف ایک واسطہ سے کئی طرق سے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ محدّثین کی کتابوں میں اس بات کی تصریح موجود ہے جن میں سے ہم چھ (۶) طرق بمع تحقیقات ذیل میں بیان کر رہے ہیں:

(۱) الإمام البخاري عن مكي بن إبراهيم عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ

اس طریق سے امام بخاریؒ امام مکیؒ بن ابراہیم (متوفی ۲۱۵ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔ امام مکی بن ابراہیم وہ خوش قسمت فرد ہیں جو امام بخاری کی بائیس (۲۲) ثلاثیات میں سے گیارہ (۱۱) کے راوی ہیں۔

امام بخاریؒ کا امامِ اعظمؒ تک پہلا طریقِ حدیث

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(امامِ اعظم کے شاگرد) مکیؒ بن ابراہیم

↓

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

علمی تحقیق

امام مزی نے 'تهذيب الكمال (۲۹: ۴۲۱)'، امام ذہبی نے 'سير أعلام النبلاء (۶: ۳۹۴)' اور امام سیوطی نے 'تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة (ص: ۹۲)' میں بیان کیا ہے کہ امام مکی بن ابراہیم (متوفی ۲۱۵ھ) امام ابو حنیفہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ امام مکی بن ابراہیم، امام بخاری کے شیخ ہیں اور ثلاثیاتِ بخاری کے راوی ہیں۔

۱۔ امام ذہبی، مکی بن ابراہیم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

حدّث عن جعفر الصادق وأبي حنيفة، وعنه البخاري وأحمد.(۱)

''مکی بن ابراہیم نے امام جعفر الصادق اور ابو حنیفہ سے حدیث روایت کی ہے اور ان سے امام بخاری اور احمد نے روایت کی ہے۔''

۲۔ امام ذہبی اور امام قسطلانی نے امام بخاری کے بارے میں لکھا ہے:

سمع ببلخ من مكي بن إبراهيم.(۲)

''امام بخاری نے بلخ میں مکی بن ابراہیم سے سماع کیا۔''

۳۔ خطیب بغدادی اور مزی نے امام بخاری کے شیوخ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

سمع مكي بن إبراهيم البلخي.(۳)

''امام بخاری نے مکی بن ابراہیم بلخی سے سماع کیا ہے۔''

(۱) ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۳۶۵

(۲) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۲: ۵۵۵

۲۔ قسطلانی، إرشاد الساری لشرح صحيح البخاری، ۱: ۳۲

(۳) ۱۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۲: ۴

۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۴: ۴۳۳

(۲) الإمام البخاري عن الضَّحَّاک بن مَخْلَد عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ

امام بخاریؒ امام ابوعاصم ضَحَّاکؒ بن مَخْلَد (متوفی ۲۱۲ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔ امام ابوعاصم بھی ثلاثیاتِ بخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔

امام بخاریؒ کا امام اعظمؒ تک دوسرا طریقِ حدیث



www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

امام ابوعاصم ضحاک بن مخلد النبیل بصری امامِ اعظم کے شاگرد ہیں۔ اسے امام مزی نے 'تهذيب الكمال (۲۹: ۴۲۰)'، امام ذہبی نے 'سير أعلام النبلاء (۶: ۳۹۳)'، اور 'تذكرة الحفاظ (۱: ۱۶۸)'، امام عسقلانی نے 'تهذيب التهذيب (۱۰: ۴۰۱)' اور امام سیوطی نے 'تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة (ص: ۷۷)' میں بیان کیا ہے۔ جب کہ امام ابو عاصم ضحاک سے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱۔ امام ذہبی اور قسطلانی امام بخاری کے شیوخ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سمع بالبصرة من أبي عاصم النبيل.(۱)

''امام بخاری نے بصرہ میں ابو عاصم نبیل سے سماع کیا ہے۔''

۲۔ امام مزی، امام ذہبی اور امام عسقلانی نے بھی امام بخاری کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن أبي عاصم الضحاک بن مخلد.(۲)

''امام بخاری نے ابو عاصم ضحاک بن مخلد سے روایت کیا ہے۔''

(۱) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۲: ۵۵۵

۲۔ قسطلانی، إرشاد الساری لشرح صحيح البخاری، ۱: ۳۲

(۲) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۴: ۴۳۲

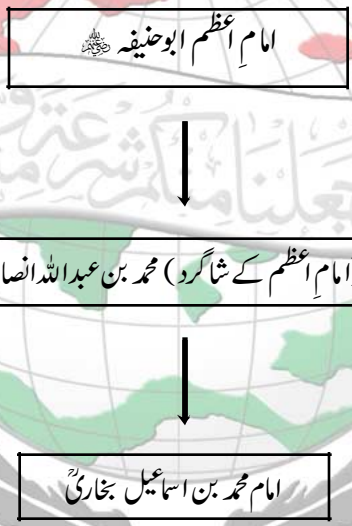
۲۔ ذهبی، الكاشف، ۲: ۱۵۶

۳۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۴۱

(۳) الإمام البخاري عن أبي عبد الله الأنصاري عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ

اس طریق سے امام بخاریؒ، امام ابو عبد اللہ محمدؒ بن عبداللہ انصاری (متوفی ۲۱۵ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام بخاریؒ کا امام اعظمؒ تک تیسرا طریقِ حدیث



www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

امام مزی نے 'تهذيب الكمال (۲۹: ۴۲۱)'، امام ذہبی نے 'سير أعلام النبلاء (۶: ۳۹۴)' اور امام سیوطی نے 'تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: ۸۹)' میں بیان کیا ہے کہ قاضی ابوعبد اللہ محمد بن عبداللہ انصاری بصریؒ امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔ یہی امام ابوعبد اللہ انصاری امام بخاری کے شیخ ہیں اور ثلاثیاتِ بخاری کے راوی بھی ہیں۔

۱۔ امام ذہبی اور امام قسطلانی امام بخاری کے بارے میں رقم طراز ہیں:

سمع بالبصرة من محمّد بن عبد الله الأنصاري.(۱)

''امام بخاری نے بصرہ میں محمد بن عبداللہ انصاری سے سماع کیا۔''

۲۔ اسی طرح ائمہِ حدیث نے امام محمد بن عبد اللہ انصاری کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه البخاري.(۲)

''امام بخاری نے محمد بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے۔''

(۱) ۱۔ قسطلانی، إرشاد الساری لشرح صحيح البخاری، ۱: ۳۲
۲۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۲: ۵۵۵

(۲) ۱۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۵: ۴۰۸
۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۵: ۵۳۹
۴۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۲۴۴
۵۔ أيضاً، لسان الميزان، ۷: ۳۶۵، ۵۰۴
۵۔ سيوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۶۰

(۴) الإمام البخاري عن أبي عبد الرحمان المُقْرِئ عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ

اِس طریق سے امام بخاریؒ، امام ابوعبد الرحمٰن عبد اللہؒ بن یزید المقری (متوفی ۲۱۳ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام بخاریؒ کا امام اعظمؒ تک چوتھا طریقِ حدیث

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(امامِ اعظم کے شاگرد) ابوعبد الرحمٰن المقریؒ

↓

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

امامِ اعظم کے شاگرد ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید مقریٔ مکی ہیں۔ اِسے امام بخاری نے 'التاریخ الکبیر (۸: ۸۱)'، خطیب بغدادی نے 'تاریخ بغداد (۱۳: ۳۲۴)'، امام مزی نے 'تهذيب الكمال (۲۹: ۴۲۰)'، امام ذہبی نے 'سير أعلام النبلاء (۶: ۳۹۳)'، امام عسقلانی نے 'تهذيب التهذيب (۱۰: ۴۰۱)' اور امام سیوطی نے 'تبييض الصحيفة (ص: ۷۹)' میں بیان کیا ہے۔ جب کہ امام ابوعبدالرحمٰن مقریؒ امام بخاری کے شیخ ہیں۔

۱۔ امام ذہبی اور قسطلانی امام بخاری کے بارے میں رقم طراز ہیں:

سمع بمكة من أبي عبدالرحمن المقرئ.(۱)

''امام بخاری نے مکہ میں ابوعبدالرحمٰن مقری سے سماع کیا۔''

۲۔ دیگر ائمہ محدّثین نے امام ابوعبدالرحمٰن مقریؒ کے ترجمہ میں نقل کیا ہے:

روى عنه البخاري.(۲)

''امام بخاری نے اِن سے روایت کیا ہے۔''

(۱) ۱۔ قسطلانی، إرشاد الساری لشرح صحيح البخاری، ۱: ۳۲
۲۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۲: ۵۵۵

(۲) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۳۶۷
۲۔ سيوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۶۰

(۵) الإمام البخاري عن عبيد الله بن موسٰى عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ

اس طریق سے امام بخاریؒ، امام ابو محمد عبید اللہؒ بن موسیٰ کوفی (متوفی ۲۱۳ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علمِ الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام بخاریؒ کا امام اعظمؒ تک پانچواں طریقِ حدیث

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(امامِ اعظم کے شاگرد) ابو محمد عبید اللہ بن موسیٰ کوفیؒ

↓

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

امام مزی، امام ذہبی اور امام سیوطی کی تحقیق کے مطابق امامِ اعظم، امام ابو محمد عبیداللہ بن موسیٰ العبسی الکوفی کے شیخ ہیں۔(۱) جب کہ امام عبیداللہ بن موسیٰ امام بخاری کے شیخ ہیں اور امام بخاری نے اِن سے روایت کیا ہے۔

۱۔ امام قسطلانی، امام بخاری کے بارے میں لکھتے ہیں:

سمع بالكوفة من عبيدالله بن موسى. (۲)

''امام بخاری نے کوفہ میں عبیداللہ بن موسیٰ سے سماع کیا۔''

۲۔ امام ذہبی، امام عسقلانی اور امام سیوطی نے امام عبیداللہ بن موسیٰ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه البخاري. (۳)

''امام بخاری نے عبید اللہ بن موسیٰ سے روایت کیا ہے۔''

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۹: ۴۲۱
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳
۳۔ سيوطی، تبييض الصحيفة: ۸۳
(۲) قسطلانی، إرشاد الساری لشرح صحيح البخاری، ۱: ۳۲
(۳) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۳۵۴
۲۔ عسقلانی، لسان الميزان، ۷: ۲۹۷
۳۔ سيوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۵۵

(٦) الإمام البخاري عن الفَضل بن دُكَين عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ

اس طریق سے امام بخاریؒ، امام ابونعیم فضلؒ بن دُکَین (متوفی ۲۱۸ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام بخاریؒ کا امام اعظمؒ تک چھٹا طریقِ حدیث



www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

امام ابنِ ابی حاتم، امام مزی اور امام ذہبی کے مطابق امامِ اعظم، امام ابو نُعَیم فضل بن دُکَین التمیمی الکوفی کے شیخ ہیں۔(۱) جب کہ امام فضل بن دکین امام بخاری کے شیخ ہیں اور امام بخاری نے اپنی 'الجامع الصحیح' میں اُن سے براہِ راست ایک سو پچاسی (۱۸۵) احادیث روایت کی ہیں۔

امام عسقلانی اور امام سیوطی، امام فضل بن دکین کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

روی عنه البخاري.(۲)

''امام بخاری نے اِن سے روایت کیا ہے۔''

مذکورہ بالا چھ طرق کی رو سے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام بخاریؒ کے دادا استاد اور امام بخاری آپ کے پوتے شاگرد ہیں۔ یہ سارے اَکابر محدثین علم الحدیث میں امام بخاری کے براہِ راست اور بلاواسطہ شیوخِ حدیث میں شامل ہیں۔ امام بخاری نے اپنی الصحیح میں کئی احادیث مبارکہ اِن حضرات سے روایت کی ہیں۔

۳۔ امام بخاریؒ دو واسطوں سے امامِ اعظمؒ کے شاگرد ہیں

مذکورہ بالا ایک واسطہ کے چھ (۶) طرق کے علاوہ امامِ اعظم دو واسطوں کے کئی طرق سے بھی امام بخاری کے شیخ ہیں۔ ان میں سے چھ طرق مع علمی تحقیقات درج ذیل ہیں:

(۱) ۱۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹
۲۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۹: ۴۲۱
۳۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳

(۲) ۱۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۸: ۲۴۴
۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۶۳

(۷) الإمام البخاري عن يَحيَى بن مَعِين عن عبد الله بن المبارک عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ

اس طریق سے امام بخاریؒ، امام یحییٰؒ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) اور عبداللہؒ بن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام بخاریؒ کا امام اعظمؒ تک ساتواں طریقِ حدیث

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(امامِ اعظم کے شاگرد) عبداللہ بن مبارکؒ

↓

امام یحییٰ بن معینؒ

↓

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام بخاری اور امام ابنِ ابی حاتم نے امام ابوحنیفہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه ابن المبارک.(۱)

''امام ابنِ مبارک نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔''

جب کہ امام عبداللہ بن مبارک، محدّثِ کبیر امام یحییٰ بن معین کے شیخ ہیں۔

۲۔ امام مسلم فرماتے ہیں:

أبو زکریا یحیی بن معین سمع عبدالله بن المبارک.(۲)

''ابوزکریا یحییٰ بن معین نے عبداللہ بن مبارک سے سماع کیا ہے۔''

۳۔ امام عسقلانی نے یحییٰ بن معین کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن عبد الله بن المبارک.(۳)

''انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے روایت کیا ہے۔''

امام بخاری نے امام یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام عسقلانی نے امام یحییٰ بن معین کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه البخاري.(۴)

''امام بخاری نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے۔''

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۸۱
۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹

(۲) مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۳۳۷

(۳) عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱۱: ۲۴۶

(۴) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۳۱: ۵۴۶
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱۱: ۲۴۶

(۸) الإمام البخاري عن إبراهيم بن موسىٰ عن يزيد بن زُرَيع عن الإمام الأعظمرضی اللہ عنہ

اس طریق سے امام بخاریؒ، امام ابراہیمؒ بن موسیٰ (متوفی ۲۲۰ھ) اور یزیدؒ بن زُرَیع (متوفی ۱۸۲ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام بخاریؒ کا امامِ اعظمؒ تک آٹھواں طریقِ حدیث

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(امامِ اعظم کے شاگرد) یزیدؒ بن زُرَیع

↓

امام ابراہیمؒ بن موسیٰ

↓

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

امامِ اعظم کے ایک اور شاگرد جنہوں نے آپ سے روایت کیا امام یزید بن زُریع ہیں۔

۱۔ امام مزی اور عسقلانی نے امام ابوحنیفہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه یزید بن زریع.(۱)

''امام یزید بن زریع نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔''

امام یزید بن زریع سے روایت کرنے والے ابراہیم بن موسیٰ بن یزید بن زاذان فراء تمیمی ہیں جبکہ اِن سے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

۲۔ امام عسقلانی اور امام سیوطی نے امام ابراہیم بن موسیٰ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن یزید بن زریع، وعنه البخاري.(۲)

''ابراہیم بن موسیٰ نے امام یزید بن زُریع سے روایت کیا ہے جبکہ امام بخاری نے ان سے روایت کیا۔''

(۱) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۹: ۴۲۱

۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱۰: ۴۰۱

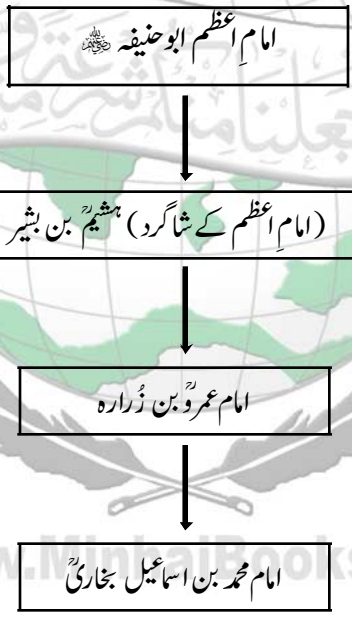
(۲) ۱۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱: ۱۴۸

۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۹۹

(۹) الإمام البخاري عن عَمرو بن زُرارة عن هُشَيم بن بَشِير عن الإمام الأعظمؓ

اس طریق سے امام بخاریؒ، امام عمروؒ بن زُرارہ (متوفی ۲۳۸ھ) اور ہُشَیمؒ بن بشیر (متوفی ۱۸۳ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظمؓ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام بخاریؒ کا امام اعظمؓ تک نواں طریقِ حدیث



www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام بخاری، ابنِ ابی حاتم اور مزی نے امامِ اعظم کے تذکرہ میں لکھا ہے:

روی عنه هشيم بن بشير.(۱)

''ہشیم بن بشیر نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔''

امام ہشیم بن بشیر سے امام عمرو بن زُرارہ نیشاپوری نے حدیث کی سماعت کی ہے۔

۲۔ امام مسلم، عمرو بن زُراہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

أبو محمّد عمرو بن زرارة النيسابوري: سمع هشيماً.(۲)

''ابومحمد عمرو بن زرارہ نیشاپوری نے ہشیم سے سماع کیا ہے۔''

جبکہ امام بخاری نے امام عمرو بن زرارہ سے روایت کیا ہے۔

۳۔ امام عسقلانی اور امام ذہبی، امام عمرو بن زرارہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روی عنه البخاري.(۳)

''امام بخاری نے امام عمرو سے روایت کیا ہے۔''

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۸۱
۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹
۳۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۹: ۴۲۱

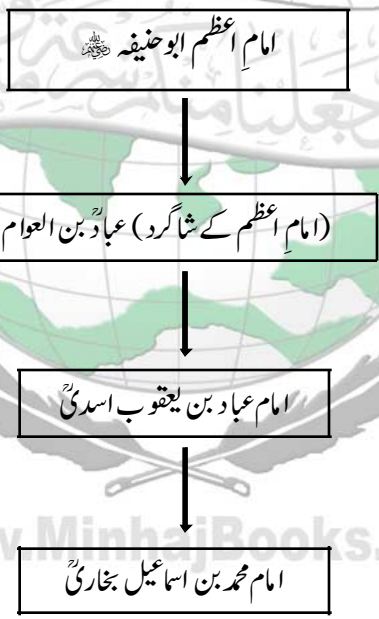
(۲) مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۷۵۱

(۳) ۱۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۸: ۳۱
۲۔ ذهبی، الکاشف، ۲: ۷۷

(۱۰) الإمام البخاري عن عَبَّاد بن يعقوب عن عَبَّاد بن العَوَّام عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ

اس طریق سے امام بخاریؒ، امام عبادؒ بن یعقوب (متوفی ۲۵۰ھ) اور عبادؒ بن العوام (متوفی ۱۸۵ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام بخاریؒ کا امامِ اعظمؒ تک دسواں طریقِ حدیث



www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام بخاری، ابنِ ابی حاتم اور ذہبی نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه عباد بن العوام.(۱)

''عباد بن العوام نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔''

امام عباد بن العوام سے عباد بن یعقوب اسدی نے روایت کیا ہے جو کہ امام بخاری، امام ترمذی اور امام ابنِ ماجہ کے شیخ ہیں۔

۲۔ امام عسقلانی اور مزی نے امام عباد بن العوام کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه عباد بن یعقوب.(۲)

''عباد بن یعقوب نے ان سے روایت کیا ہے۔''

۳۔ امام عسقلانی اور امام ذہبی نے عباد بن یعقوب اسدی کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه البخاري.(۳)

''امام بخاری نے عباد بن یعقوب سے روایت کیا۔''

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۸۱
۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹
۳۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳

(۲) ۱۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۵: ۸۶
۲۔ مزی، تهذیب الکمال، ۱۴: ۱۴۲

(۳) ۱۔ ذهبی، الکاشف، ۱: ۵۳۲
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۵: ۹۵

(۱۱) الإمام البخاري عن يَحيَى بن مَعِين عن وَكِيع بن الجَرَّاح عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ

اس طریق سے امام بخاریؒ، امام یحییٰؒ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) اور وکیعؒ بن الجراح (متوفی ۱۹۶ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام بخاریؒ کا امامِ اعظمؒ تک گیارہواں طریقِ حدیث

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(امامِ اعظم کے شاگرد) وکیعؒ بن الجراح

↓

امام یحییٰ بن معینؒ

↓

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

امام بخاری نے 'التاریخ الکبیر (۸:۸۱)' اور امام ابنِ ابی حاتم نے 'الجرح والتعدیل (۸:۴۴۹)' میں بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے وکیع بن الجراح نے روایت کیا ہے۔

امام وکیع بن الجراح، محدّثِ کبیر امام یحییٰ بن معین کے شیخ ہیں۔

۱۔ امام مزی اور امام عسقلانی نے امام یحییٰ بن معین کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن وکیع.(۱)

''انہوں نے وکیع سے روایت کیا ہے۔''

۲۔ خطیب بغدادی نے امام یحییٰ بن معین کے بارے میں لکھا ہے:

سمع وکیعًا.(۲)

''انہوں نے وکیع سے سماع کیا ہے۔''

جبکہ امام یحییٰ بن معین، امام بخاری کے شیخ ہیں جس پر حوالہ جات ساتویں طریق میں بیان ہو چکے ہیں۔

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۳۱:۵۴۵
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱۱: ۲۴۶
(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۱۷۷

(۱۲) الإمام البخاري عن مَحْمُود بن غَيلان عن عبد الرَّزَّاق بن هَمَّام عن الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ

اس طریق سے امام بخاریؒ، امام محمودؒ بن غیلان (متوفی ۲۳۹ھ) اور عبد الرزاقؒ بن ہمام (متوفی ۲۱۱ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام بخاریؒ کا امامِ اعظمؒ تک بارہواں طریقِ حدیث

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(امامِ اعظم کے شاگرد) عبد الرزاق بن ہمامؒ

↓

امام محمود بن غیلان مروزیؒ

↓

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام ابنِ ابی حاتم، امام ذہبی اور امام سیوطی جیسے اجل محدّثین نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں نقل کیا ہے:

روی عنه عبد الرزّاق.(۱)

''امام عبد الرزاق نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے۔''

۲۔ امام مزی اور عسقلانی نے امام عبد الرزاق بن ہمام کے تذکرہ میں بیان کیا ہے کہ اُن سے امام محمود بن غیلان مروزی نے روایت کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

روی عنه محمود بن غيلان المروزي.(۲)

''امام محمود بن غیلان مروزی نے عبد الرزاق سے روایت کیا ہے۔''

۳۔ جب کہ امام محمود بن غیلان مروزی سے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ امام سیوطی نے امام محمود بن غیلان کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه البخاري.(۳)

''امام بخاری نے محمود بن غیلان سے روایت کیا۔''

(۱) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح و التعديل، ۸: ۴۴۹
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳
۳۔ سيوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۸۰

(۲) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۱۸: ۵۶
۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۶: ۲۷۸

(۳) سيوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۲۱۰

خلاصۂ بحث

مذکورہ بالا بارہ (۱۲) واسطوں کے ذریعے سے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام بخاریؒ کے دادا اور پڑ دادا استاد ہیں جبکہ امام بخاری آپ کے پوتے اور پڑپوتے شاگرد ہیں۔ یہ سارے اکابر محدّثین بلاواسطہ یا بالواسطہ امام بخاری کے حدیث میں شیخ ہیں اور امام بخاری نے ''الجامع الصحیح'' میں سینکڑوں احادیثِ مبارکہ اپنے اِن اَجل شیوخ سے روایت کی ہیں لہٰذا ان طرق سے ثابت ہوا کہ امامِ اعظم امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں۔ ان دلائل و براہین کے ہوتے ہوئے اب کسی بھی صاحبِ علم کے لئے امامِ اعظم کے إمام الأئمة فی الحدیث ہونے پر انکار کی گنجائش نہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں امامِ اعظم کے صحیح مقام کی شناخت اور پہچان کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! یا رب العالمین۔

www.MinhajBooks.com

باب دوم



اِمام بخاریؒ کی ثلاثیات کے راوی بھی اِمامِ اَعظمؒ کے تلامذہ ہیں

www.MinhajBooks.com



www.MinhajBooks.com

۱۔ امام بخاریؒ کی سندِ عالی ''ثلاثی'' ہے

امام بخاری کی سب سے اعلیٰ سند تین واسطوں سے ہے جسے اصطلاحِ محدّثین میں ثلاثیات کا نام دیا گیا ہے۔ امام بخاری کی تین واسطوں سے مروی کُل بائیس (۲۲) احادیث ہیں اور یہ بائیس ثلاثیاتِ امام بخاری ''پانچ (۵)'' راویوں سے مروی ہیں جن کے نام یہ ہیں: مکی بن ابراہیم، ابو عاصم ضحاک بن مخلد، محمد بن عبد اللہ انصاری، خلاد بن یحییٰ اور عصام بن خالد۔ ان پانچوں راویوں سے ثلاثیات کو روایت کرنے کی درج ذیل ترتیب بنتی ہے:

۱۔ امام مکی بن ابراہیم سے گیارہ احادیثِ مبارکہ مروی ہیں۔

۲۔ امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل سے چھ احادیثِ مبارکہ مروی ہیں۔

۳۔ امام محمد بن عبد اللہ انصاری سے تین احادیثِ مبارکہ مروی ہیں۔

۴۔ امام خلاد بن یحییٰ سے ایک حدیثِ مبارکہ مروی ہے۔

۵۔ امام عصام بن خالد سے بھی ایک حدیثِ مبارکہ مروی ہے۔

۲۔ اِمام بخاریؒ کی ۲۲ ثلاثیات میں سے ۲۱ کے راوی اِمام اَعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں

بڑی ایمان اَفروز اور خاص بات یہ ہے کہ درج بالا جن چار راویوں سے امام بخاری نے بائیس (۲۲) میں سے اکیس (۲۱) حدیثیں لی ہیں، وہ ۲۱ ثلاثیاتِ بخاری کے چاروں راوی امامِ اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اور امام بخاری کے شیخ ہیں۔ یہ چاروں ائمہِ

حدیث عام درجے کے شیخ نہیں بلکہ امام بخاری کی اسانیدِ عالیہ ''ثلاثیات'' کے بھی شیخ ہیں۔ یہ اسانید امام بخاری کا سب سے بڑا سرمایۂ فخر ہیں۔ 'صحیح البخاری' کی ۲۲ ثلاثیات میں سے ان ۲۱ کے راویوں کو - جو کہ امامِ اعظم کے شاگرد ہیں - ایک طرف کر دیا جائے تو امام بخاری کا ثلاثیات کے ضمن میں امتیاز و افتخار ہی ختم ہو جاتا ہے۔

۳۔ ثلاثیاتِ بخاریؒ کے رُواۃ جو اِمامِ اعظمؒ کے تلامذہ ہیں

ثلاثیاتِ بخاری کے وہ چار رُواۃ جو امام بخاریؒ کے شیخ اور امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، درج ذیل اصحاب ہیں:

(۱) امام مکیؒ بن ابراہیم (متوفی ۲۱۵ھ)

اجل حافظِ حدیث امام مکیؒ بن ابراہیم بلخی سے سب سے زیادہ گیارہ ثلاثیاتِ بخاری مروی ہیں۔ یہ صحاح ستہ میں سے سنن نسائی کے علاوہ باقی پانچوں کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابو داؤد اور سنن ابنِ ماجہ کے بھی راوی ہیں۔

امام مکی بن ابراہیم کی کنیت ابو السَّکَن ہے۔ بنو تمیم کے قبیلہ بنو حنظلہ سے نسبت رکھنے کی وجہ سے تمیمی حنظلی کہلاتے ہیں۔ بلخ کے رہنے والے مشہور حافظِ حدیث ہیں۔ آپ کی ولادت ایک سو چھبیس (۱۲۶) ہجری میں ہوئی۔ (۱)

امام مکیؒ بن ابراہیم کی امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے نسبتِ تلمذ

۱۔ امام مزیؒ، حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ، امام سیوطیؒ اور دیگر ائمہ کی تحقیق کے مطابق امام مکیؒ بن ابراہیم، امام احمدؒ بن حنبل اور امام بخاریؒ کے شیخ ہیں جبکہ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

(۱) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۸: ۴۷۷۔ ۴۷۹
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱۰: ۲۶۱

کے شاگرد ہیں۔(۱)

۲۔ امام مکیؒ بن ابراہیم اُن اشخاص میں سے ہیں جنہوں نے امامِ اعظم ہی کی بدولت تحصیلِ علمِ حدیث میں قدم رکھا۔ امام مکیؒ خود بیان کرتے ہیں:

’’میں تجارت کیا کرتا تھا، ایک بار میں امام ابو حنیفہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: مکی! تم تجارت کرتے ہو مگر جب تجارت علم کے بغیر ہو تو وہ سراسر نقصان میں جاتی ہے، تم پڑھتے لکھتے کیوں نہیں ہو؟ (آگے امام مکی فرماتے ہیں:)

فلم يزل بي حتى أخذت في العلم، وفي كتابته وتعلّمه، فرزقني الله منه شيئاً كثيراً، فلا أزال أدعو لأبي حنيفة في دبر كل صلاة وعند ما ذكرته، لأن الله تعالى ببركته فتح لي باب العلم.(۲)

’’آپ مجھے یہ نصیحت فرماتے رہے حتی کہ میں نے علم کے میدان میں قدم رکھ دیا اور پڑھنے لکھنے لگا، پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن کی وساطت سے کثیر علم عطا کیا لہٰذا میں ہر نماز کے بعد اور جب بھی امام ابو حنیفہ کو یاد کرتا ہوں ان کے لئے دعا کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی برکت سے میرے لئے علم کا دروازہ کھولا۔‘‘

۳۔ صدر الائمۃ موفقؒ بن احمد المکی (م ۵۶۸ھ) نے امام مکیؒ کے متعلق لکھا ہے:

هو مكي بن إبراهيم البلخي إمام بلخ دخل الكوفة سنة أربعين ومائة، ولزم أبا حنيفة رحمه الله وسمع منه الحديث والفقه، وأكثر

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۸: ۴۷۷

۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۱۰: ۲۶۰۔۲۶۱

۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۶۴

(۲) موفق، مناقب الإمام الأعظم، ۲: ۱۶۱

عنه الرواية. وكان قد جاوز ثنتي عشرة سنة.(۱)

’’بلخ کے امام مکی بن ابراہیم بلخی ایک سو چالیس ہجری میں کوفہ تشریف لائے، آپ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سنگت اختیار کی اور ان سے حدیث اور فقہ کا سماع کیا۔ آپ نے ان سے بکثرت روایت کیا۔ اس وقت آپ کی عمر بارہ سال سے زائد ہو چکی تھی۔‘‘

۴۔ دیگر اکابر ائمہِ حدیث کی طرح امام مکیؒ بن ابراہیم بھی امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے شدید محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ ذیل میں ہم امام مکیؒ بن ابراہیم کے ایک حلقۂ درس کا ذکر اسماعیل بن بشر کی زبانی نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم مکی بن ابراہیم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے درسِ حدیث دیتے ہوئے کہا: ہم سے ابو حنیفہ نے حدیث بیان کی۔ اسی وقت ایک اجنبی شخص نے چیخ کر کہا: آپ ہم کو ابنِ جریج کی حدیث بیان کیجئے اور ابوحنیفہ کی حدیث مت بیان کریں۔ امام مکی نے فرمایا:

إنا لا نحدّث السفهاء، حرمت عليک أن تکتب عني، قم من مجلسي، فلم يحدّث حتی أقيم الرجل من مجلسه، ثم قال: حدّثنا أبو حنيفة ومرّ فيه.

وفي رواية إبراهيم بن أبي بکر المرابطي: فغضب غضباً شديداً حتی رؤي ذلک في وجهه، فقال الرجل: تبت واخطاتُ، فأبی أن يحدّثهم.(۲)

’’ہم بیوقوفوں کو حدیث بیان نہیں کرتے، مجھ سے حدیث لکھنا میں تجھ پر حرام کرتا ہوں، میری مجلس سے اُٹھ جا، آپ نے اس شخص کے مجلس سے اٹھائے

(۱) موفق، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۲۰۳

(۲) موفق، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۲۰۴

جانے تک حدیث بیان نہ کی۔ پھر آپ نے فرمایا: ہم سے ابو حنیفہ نے حدیث بیان کی اور مسلسل بیان کرتے رہے۔

''ابراہیم بن ابو بکر مرابطی کی روایت میں ہے کہ آپ اس شخص پر سخت غضبناک ہوئے یہاں تک کہ غصہ کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں ہوگئے۔ اس شخص نے کہا: میں توبہ کرتا ہوں میں غلطی پر تھا تب بھی آپ نے انہیں حدیث بیان کرنے سے انکار کر دیا (یہاں تک کہ وہ مجلس سے چلا گیا)۔''

(۲) امام ابو عاصم ضحاکؒ بن مخلد النبیل (متوفی ۲۱۲ھ)

امام ضَحَّاکؒ بن مَخْلَد شَیْبَانی النبیل سے چھ ثلاثیاتِ بخاری مروی ہیں۔ یہ صحاح ستہ کی تمام کتب کے راوی ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عاصم ہے۔ آپ بصرہ کے رہنے والے حافظِ حدیث ہیں۔ دانائی اور عقلمندی میں بہت اونچا مقام رکھنے کی وجہ سے آپ کا لقب ہی ''نَبِیل'' پڑ گیا تھا۔ بعض حضرات اس لقب کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ہمیشہ اپنے حافظہ کی بناء پر زبانی درسِ حدیث دیا کرتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۱ھ میں ہوئی۔ (۱)

امام ضحاکؒ بن مخلد کی امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے نسبتِ تلمذ

۱۔ امام حاکمؒ، امام مزیؒ اور امام ذہبیؒ کے مطابق امام ابو عاصم ضحاکؒ، امام بخاریؒ کے شیخ ہیں جبکہ امامِ اعظمؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ (۲)

(۱) ۱۔ ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۱: ۳۶۷
۲۔ مزی، تهذیب الکمال، ۱۳: ۲۸۳۔ ۲۸۵
(۲) ۱۔ حاکم، تسمیة من أخرجهم البخاری ومسلم، ۱: ۱۴۳
۲۔ مزی، تهذیب الکمال، ۱۳: ۲۸۳
۳۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳
۴۔ أیضاً، الکاشف، ۱: ۵۰۹

۲۔ امامِ اعظمؒ کے شاگرد اور امام بخاریؒ کے شیخ ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیلؒ بذاتِ خود امامِ اعظم سے حصولِ فیض کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ہم مکہ مکرمہ میں امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ کے پاس محدّثین اور فقہاء کا کثیر ہجوم تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو صاحبِ خانہ کے پاس جائے تاکہ وہ ہم سے یہ ہجوم دور کرے۔ میں نے آپ سے عرض کیا: میں اس کے پاس جاؤں گا لیکن مجھے ابھی کچھ سوالات پوچھنا ہے۔ فرمایا: تو پھر پوچھو! میں نے آپ کے قریب ہو کر سوال پوچھا اور میرے علاوہ کسی اور نے بھی سوال کیا تو آپ نے اس کا جواب دیا۔ اس اثناء میں مالکِ مکان کے پاس جانا بھول گیا۔ پھر جب امام صاحب پر لوگوں کے سوالات کی بوچھاڑ ہوئی تو آپ نے دوبارہ فرمایا: ابھی یہاں ایک نوجوان نے کہا تھا کہ وہ صاحبِ خانہ کے پاس جائے گا وہ کہاں ہے؟ میں نے کہا: وہ میں ہوں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم اس کے پاس نہیں جاؤ گے جیسا کہ تم نے وعدہ کیا تھا۔ میں نے کہا: اے ابو حنیفہ! میں نے آپ سے اِسی وقت جانے کو نہیں کہا تھا بلکہ بِلا وقت جب میں جانا چاہوں اس وقت جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا:

أتحتال علي إن مخاطبات الناس لا تقع على هذا الذي تريد إنما على الفور.(۱)

’’کیا تم مجھ پر حیلہ آزما رہے ہو، یاد رکھو کہ لوگوں کے مخاطبات کا محمل تمہارے ارادے سے مقرر نہیں ہوتا بلکہ اس کا اطلاق فی الفور ہوتا ہے۔‘‘

۳۔ امام ابو عاصم ضحاکؒ سے اپنے شیخ امامِ اعظم کی فقاہت کا حال بھی سنیے۔ ضرار بن صرد بیان کرتے ہیں:

سألت أبا عَاصِم النبيل فقلت: أيّما أفقه، سُفْيَان أو أبو حنيفة؟

(۱) قرشی، الجواهر المضيئة فی طبقات الحنفية: ۴۵۳

قال: غلام من غلمان أبي حنيفة أفقه من سُفيَان. (۱)

''میں نے ابو عاصم النبیل سے پوچھا کہ سب سے زیادہ فقیہ کون ہے ابو حنیفہ یا سفیان ثوری (جو امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں) ؟ انہوں نے فرمایا: ابو حنیفہ کے شاگردوں میں عام سا شاگرد بھی سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ ہے۔''

۴۔ امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیلؒ سے ہی ایک اور طریق سے یہی روایت درج ذیل الفاظ میں مروی ہے جسے حسن بن علی حُلْوانی بیان کرتے ہیں:

قلت لأبي عَاصِم يعني النبيل: أبو حنيفة أفقه أو سُفْيَان؟ قال: عَبْد أبي حنيفة أفقه من سُفْيَان. (۲)

''میں نے ابو عاصم النبیل سے پوچھا کہ ابو حنیفہ زیادہ فقیہ ہیں یا سفیان ثوری؟ انہوں نے فرمایا: امام ابو حنیفہ کا غلام بھی سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ ہے۔''

(۳) امام محمدؒ بن عبد اللہ انصاری (متوفی ۲۱۵ھ)

امام محمدؒ بن عبد اللہ بن المثنی انصاری سے تین ثلاثیاتِ بخاری مروی ہیں۔ یہ بھی تمام کتبِ صحاحِ ستہ کے راوی ہیں۔ ان کا نسب حضور نبی اکرم ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ دو مرتبہ بصرہ اور ایک مرتبہ بغداد کے قاضی مقرر ہوئے۔ ان کی ولادت ۱۱۸ھ میں ہوئی۔ (۳)

امام حاکمؒ، خطیبؒ بغدادی، امام مزیؒ اور امام عسقلانیؒ نے امام محمدؒ بن عبد اللہ

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۴۲

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۴۲

(۳) ۱۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۲۴۸

۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۹: ۵۳۲

انصاری کو امام بخاریؒ کا شیخ بیان کیا ہے۔(۱)

❁ امام مزیؒ اور امام ذہبیؒ کی تحقیق کے مطابق امام محمدؒ بن عبد اللہ انصاری، امامِ اعظمؒ کے محدّثین تلامذہ میں سے ہیں۔(۲)

(۴) امام خلّادؒ بن یحییٰ (متوفی ۲۱۳ھ)

امام ابو محمد خلّادؒ بن یحییٰ سلمی، امام بخاری کی بائیس (۲۲) ثلاثیات میں سے ایک حدیث کے راوی ہیں۔ آپ صحاحِ ستہ میں سے 'صحیح بخاری'، 'سنن ترمذی' اور 'سنن ابوداؤد' کے راوی بھی ہیں۔ آپ کوفہ سے تعلق رکھنے والے ممتاز حافظِ حدیث تھے بعد ازاں مکہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں وصال فرمایا۔(۳)

امام کلاباذیؒ، امام ذہبیؒ، امام عسقلانیؒ اور دیگر ائمہ حدیث کے مطابق امام خلادؒ، امام بخاریؒ کے شیخ ہیں۔(۴)

❁ امام ابنِ بزاز الکردریؒ اور محدّثِ شام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی نے امامِ اعظم

(۱) ۱۔ حاکم، تسمیة من أخرجهم البخاری ومسلم، ۱: ۲۷۸
۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۴۰۸
۳۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۵: ۵۳۹
۴۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۹: ۲۴۴
(۲) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۹: ۴۲۱
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۴
(۳) عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۳: ۱۵۰
(۴) ۱۔ کلاباذی، رجال صحیح البخاری، ۱: ۲۳۷
۲۔ ذهبی، میزان الاعتدال، ۲: ۴۴۶
۳۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۳: ۱۵۰

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے محدّثین تلامذہ کی فہرست میں امام خلادؒ کا نام بھی درج کیا ہے۔[1]

اہم علمی نکات

مندرجہ بالا بحث سے درج ذیل اہم علمی نکات ثابت ہوئے:

۱۔ امام ابنِ ابی حاتم، امام ابو نصر کلا باذی، خطیب بغدادی، امام موفق بن احمد مکی، امام مزی، حافظ شمس الدین ذہبی، امام ابنِ بزاز کردری، حافظ ابنِ حجر عسقلانی، امام جلال الدین سیوطی اور حافظ محمد بن یوسف صالحی جیسے بلند پایہ اور بلند رتبہ محدّثین کی تحقیقات سے یہ بات متحقق ہوئی کہ امام مکی بن ابراہیم، امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد، امام محمد بن عبداللہ انصاری اور امام خلاد بن یحییٰ جیسے اکابرینِ حدیث امامِ اعظم ابو حنیفہ سے نسبتِ تلمذ رکھنے کے ساتھ ساتھ امیر المؤمنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل بخاری کے اجل اور اکبر شیخ تھے رحمهم الله تعالى أجمعين۔

۲۔ یہ چاروں محدّثین حضرات امام اعظم کے وہ شاگرد ہیں جنہوں نے امام بخاری کی اکیس (۲۱) ثلاثیات کو روایت کیا ہے باقی صرف ایک حدیث رہ جاتی ہے جو امام بخاری نے امامِ اعظم کے شاگردوں کے علاوہ اپنے ایک اور شیخ عصام بن خالد سے لی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر امامِ اعظم ابو حنیفہ کی نسبت سے ان چار حضرات کا تعلق امام بخاری سے کاٹ دیا جائے تو امام بخاری کی اکیس ثلاثیات کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے اور صرف ایک ثلاثی حدیث باقی رہتی ہے۔ گویا اس متعصب فکر سے امامِ اعظم کو نقصان نہیں ہوتا بلکہ اُلٹا معترضینِ امامِ اعظم خسارے میں جاتے ہیں لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ امام صاحب پر اعتراض کرنے کی بجائے ان کو امام بخاری کا بھی امام تسلیم کرتے ہوئے حدیث میں ان کا مقام و مرتبہ مانا جائے۔

(۱) ۱۔ ابن بزاز کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۲: ۲۱۹
۲۔ صالحی شامی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة النعمان: ۱۱۰

۴۔ اِمام بخاریؒ کی بائیس ثلاثیات کی اَسانید اور متون

باب ہٰذا کے آخر میں ہم اِفادۂ عام کے لیے امام بخاری کی بائیس (۲۲) ثلاثیات کا متن مع اُردو ترجمہ وتخریج درج کر رہے ہیں:

۱۔ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.(۱)

’’حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو میرے متعلق ایسی بات کہے جو میں نے نہ کہی ہو تو وہ جہنم کے اندر اپنا ٹھکانہ تیار رکھے۔‘‘

۲۔ حَدَّثَنَا المَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب العلم، باب إثم من کذب علی النبي ﷺ، ۱: ۵۲، رقم: ۱۰۹

۲۔ ابن ماجۃ نے ’السنن (المقدمۃ، باب التغلیظ فی الکذب علی رسول اللہ ﷺ، ۱: ۱۳، رقم: ۳۴)‘ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بیان کی ہے۔

۳۔ ابن حبان نے ’الصحیح (۱: ۲۱۰، رقم: ۲۸)‘ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بیان کی ہے۔

۴۔ حاکم نے ’المستدرک (۱: ۱۹۴، رقم: ۳۷۹)‘ میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بیان کی ہے۔

۵۔ احمد بن حنبل نے ’المسند (۱: ۶۵، رقم: ۴۶۹)‘ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بیان کی ہے۔

۶۔ بیہقی، السنن الکبری، ۱۰: ۱۱۲

۷۔ شافعی، المسند، ۱: ۲۳۹

قَالَ: كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوزُهَا.(۱)

’’حضرت یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسجد کی دیوار منبر کے اتنے قریب تھی جس میں سے بکری نہ گزر سکے۔‘‘

۳۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: كُنْتُ آتِي مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، فَيُصَلِّي عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ. فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ! أَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هَذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ؟ قَالَ: فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا.(۲)

’’حضرت یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ساتھ آ کر ستون کے پاس نماز پڑھتا جو مصحف کے پاس تھا۔ میں نے عرض کیا: اے ابو مسلم! میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ اس ستون کے پاس نماز

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب قدر کم ینبغي أن یکون بین المصلي والسترۃ، ۱: ۱۸۸، رقم: ۴۷۵

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۵۴

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۵: ۵۸، رقم: ۱۷۶۲

۴۔ بیهقی، السنن الکبری، ۲: ۲۷۲، رقم: ۳۲۸۷

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، أبواب سترۃ المصلي، باب الصلاۃ إلی الأسطوانۃ، ۱: ۱۸۹، رقم: ۴۸۰

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب دنو المصلی من السترۃ، ۱: ۳۶۴، رقم: ۵۰۹

۳۔ ابن ماجۃ، السنن، کتاب إقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیها، باب ما جاء في توطین المکان في المسجد یصلي فیه، ۱: ۴۵۹، رقم: ۱۴۳۰

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۸

۵۔ بیهقی، السنن الکبری، ۲: ۲۷۱، رقم: ۳۲۸۴

پڑھنے کی بہت کوشش کرتے ہیں؟ فرمایا: میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اس کے پاس خاص طور پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔‘‘

۴۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. (۱)

’’حضرت یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز مغرب (اس وقت) پڑھا کرتے تھے جب کہ سورج پردے میں ہو جاتا۔‘‘

۵۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ: أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ، فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ. (۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت المغرب، وقال عطاء: یجمع المریض بین المغرب والعشاء، ۱: ۲۰۵، رقم: ۵۳۶

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب: الصلاۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی وقت المغرب، ۱: ۳۰۴، رقم: ۱۶۴

۳۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب فی وقت المغرب، ۱: ۱۱۳، رقم: ۴۱۷

۴۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الصلاۃ، باب وقت صلاۃ المغرب، ۱: ۲۲۵، رقم: ۶۸۸

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۵۴

۶۔ بیہقی، السنن الکبری، ۱: ۳۶۹، رقم: ۱۶۰۳

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء، ۲: ۷۰۵، رقم: ۱۹۰۳

’’حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے (عاشورہ کے روز) قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا: جس نے جو کچھ کھا لیا ہے تو وہ باقی دن کا روزہ رکھے اور جس نے کچھ نہیں کھایا وہ بھی روزہ رکھے کیونکہ آج عاشورہ کا دن ہے۔‘‘

۶۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا: لَا، فَصَلَّى عَلَيْهِ. ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! صَلِّ عَلَيْهَا. قَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قِيْلَ: نَعَمْ! قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ، فَصَلَّى عَلَيْهَا. ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قَالُوا: ثَلَاثَةُ دَنَانِيرَ، قَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ. قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: صَلِّ عَلَيْهِ يَارَسُوْلَ اللهِ! وَعَلَيَّ دَيْنُهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ. (۱)

..... ۲۔ أيضاً، كتاب الصوم، باب إذا نوى بالنهار صوما، ۲: ۷۶۹، رقم: ۱۸۲۴

۳۔ أيضاً، كتاب التمني، باب ما كان يعطى النبي ﷺ من الأمراء والرسل واحدًا بعد واحدٍ، ۶: ۲۶۵۱، رقم: ۶۸۳۷

۴۔ مسلم، الصحيح، كتاب الصيام، باب من أكل في عاشوراء فليكف بقية يومه، ۲: ۷۹۸، رقم: ۱۱۳۵

۵۔ نسائي، السنن، كتاب الصيام، باب إذا لم يجمع من الليل هل يصوم ذلك اليوم من التطوع، ۴: ۱۹۲، رقم: ۲۳۲۱

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۷

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الحوالات، باب إن إحال دين الميت على رجل جاز، ۲: ۷۹۹، رقم: ۲۱۶۸

’’حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور عرض کی گئی کہ اس پر نماز پڑھیے۔ آپ نے فرمایا: کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: کیا اس نے کچھ (ترکہ) چھوڑا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ سو آپ نے اس پر نماز (جنازہ) پڑھی۔ پھر دوسرا جنازہ آیا اور صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس پر نماز پڑھیئے۔ آپ نے فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: تین دینار (چھوڑے ہیں) سو اس پر آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا اور عرض کیا گیا: اس پر نماز پڑھیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس نے کچھ (ترکہ) چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: تین دینار (قرض ہے)۔ اس پر آپ نے فرمایا: تم اپنے ساتھی پر نماز (جنازہ) پڑھ لو۔ حضرت ابوقتادہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس پر نماز پڑھیے اس کا قرض میں ادا کروں گا۔ سو آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔‘‘

۷۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ، فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ،

..... ۲۔ أيضاً، كتاب الكفالة، باب من تكفل عن ميت دينا فليس له أن يرجع، ۲: ۸۰۳، رقم: ۲۱۷۳

۳۔ أيضاً، كتاب النفقات، باب قول النبي ﷺ: من ترك كلًّا أو ضياعاً فإليّ، ۵: ۲۰۵۴، رقم: ۵۰۵۶

۴۔ مسلم، الصحيح، كتاب الفرائض، باب من ترك مالا فلورثته، ۳: ۱۲۳۷، رقم: ۱۶۱۹

۵۔ ترمذی، الجامع الصحيح، كتاب الجنائز عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في الصلاة على المديون، ۳: ۳۸۸، رقم: ۱۰۷۰

قَالَ: يَا ابْنَ الأَكْوَعِ أَلَا تُبَايِعُ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: وَأَيْضًا. فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ! عَلَى أَيِّ شَيءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُونَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ.(۱)

''حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے (حدیبیہ کے مقام پر) حضور نبی اکرم ﷺ سے بیعت کر لی۔ پھر میں ایک درخت کے سائے میں چلا گیا۔ جب بھیڑ کم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن اکوع! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو بیعت کر چکا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا دوبارہ کر لو، سو میں نے دوسری دفعہ بھی بیعت کر لی۔ سو میں نے (یزید بن ابوعبید) سے پوچھا: اے ابومسلم! آپ حضرات نے اس روز کس بات پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے فرمایا: موت پر۔''

۸۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَثَرَ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجهاد، باب البیعة في الحرب أن لا یفرّوا، وقال بعضهم: علی الموت، ۳: ۱۰۸۱، رقم: ۲۸۰۰

۲۔ أیضاً، کتاب المغازی، باب غزوة الحدیبیة، ۴: ۱۵۲۹، رقم: ۳۹۳۶

۳۔ أیضاً، کتاب الأحکام، باب کیف یبایع الإمام الناس، ۶: ۲۶۳۴، رقم: ۶۷۸۰

۴۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإمارة، باب استحباب مبایعة الإمام الجیش عند إرادة القتال، ۳: ۱۴۸۳، رقم: ۱۸۶۰

۵۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب السیر عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی بیعة النبی ﷺ، ۴: ۱۵۰، رقم: ۱۵۹۲

۶۔ نسائی، السنن، کتاب البیعة، باب البیعة علی الموت، ۷: ۱۴۱، رقم: ۴۱۵۹

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ! مَا هَذِهِ الضَّرْبَةُ؟ فَقَالَ: هَذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ. فَقَالَ النَّاسُ: أُصِيبَ سَلَمَةُ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ.(۱)

’’یزید بن ابی عبید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھا تو پوچھا: ابومسلم! یہ زخم کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ زخم مجھے غزوہ خیبر میں آیا تھا۔ لوگ تو یہ کہنے لگے تھے: سلمہ کا آخری وقت آ پہنچا ہے۔ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا تو آپ نے اس (زخم) پر تین مرتبہ دم فرمایا جس سے مجھے ابھی تک کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔‘‘

۹۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيْهَاتِكَ، فَحَدَا بِهِمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنِ السَّائِقُ؟ قَالُوا: عَامِرٌ، فَقَالَ: رَحِمَهُ اللهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلَّا أَمْتَعْتَنَا بِهِ؟ فَأُصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ. فَقَالَ الْقَوْمُ: حَبِطَ عَمَلُهُ، قَتَلَ نَفْسَهُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ. فَقَالَ: كَذَبَ مَنْ قَالَهَا، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ، إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ أَيُّ قَتْلٍ يَزِيْدُهُ عَلَيْهِ.(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، ۴: ۱۵۴۱، رقم: ۳۹۶۹

۲۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الطب، باب کیف الرقی، ۴: ۱۲، رقم: ۳۸۹۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الدیات، باب إذا قتل نفسه خطأ فلا دیة له، ۶: ۲۵۲۵، رقم: ۶۴۹۶

’’حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوہ خیبر کی طرف نکلے تو لوگوں میں سے ایک نے کہا: عامر! کیا آپ ہمیں اپنے اشعار سنائیں گے؟ چنانچہ انہوں نے اشعار سنائے تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ ہانکنے والا کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: عامر بن اکوع ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ ہمیں ان سے اور فائدہ نہیں اٹھا لینے دیتے؟ چنانچہ اسی رات کی صبح کو وہ موت کی آغوش میں چلے گئے۔ لوگوں نے کہا: اس کے عمل ضائع ہوگئے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خود قتل کیا ہے۔ جب میں واپس لوٹا تو لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ عامر کے عمل ضائع ہوگئے ہیں۔ اس لئے میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عامر کے اعمال ضائع ہوگئے ہیں آپ نے فرمایا: جس کسی نے بھی یہ کہا غلط کہا ہے۔ اس کے لیے تو دو گنا اجر ہے وہ تو مشقت اٹھانے والا مجاہد ہے۔ اس کے قتل سے بہتر کس کی موت ہے۔‘‘

١٠۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ: خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، قُلْتُ: وَيْحَكَ

..... ٢۔ أيضاً، كتاب المغازی، باب غزوة خيبر، ٤: ١٥٣٧، رقم: ٣٩٦٠

٣۔ أيضاً، كتاب الأدب، باب ما يجوز من الشعر و الرجز والحداء وما يكره منه، ٥: ٢٢٧٧، رقم: ٥٧٩٦

٤۔ مسلم، الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب غزوه ذی قَرَدٍ، ٣: ١٤٢٧، ١٤٢٨، رقم: ١٨٠٢

٥۔ احمد بن حنبل، المسند، ٤: ٤٧

٦۔ ابو عوانه، المسند، ٤: ٣١٤، رقم: ٦٨٣١

مَا بِکَ؟ قَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ ﷺ قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ وَ فَزَارَةُ، فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا: يَا صَبَاحَاهُ يَا صَبَاحَاهُ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمْ وَقَدْ أَخَذُوْهَا، فَجَعَلْتُ أَرْمِيْهِمْ وَأَقُوْلُ:

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ، وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ

فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوْا، فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسُوقُهَا فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ، وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَشْرَبُوْا سِقْيَهُمْ، فَابْعَثْ فِي إِثْرِهِمْ. فَقَالَ: يَاابْنَ الْأَكْوَعِ: مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ، إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِي قَوْمِهِمْ. (۱)

''حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ سے جنگل کی طرف چلا، پہاڑی پر پہنچا تو حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام مجھے ملا میں نے اسے کہا: تو ہلاک ہو یہاں کیسے آیا؟ اس نے جواب دیا: حضور نبی اکرم ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنی پکڑی گئی ہے۔ میں نے پوچھا: کس نے پکڑی ہے؟ اس نے جواب دیا: قبیلہ غطفان اور فزارہ کے آدمی لے گئے ہیں۔ میں تین مرتبہ ''یَا صَبَاحَاهُ'' کے الفاظ کے ساتھ اس زور سے چلایا کہ مدینہ منورہ کے

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجهاد، باب من رأی العدو فنادی بأعلی صوته یاصباحاه حتی یسمع الناس، ۳: ۱۱۰۶، رقم: ۲۸۷۶

۲۔ أیضاً، کتاب المغازی، باب غزوة ذاتِ القردِ، ۴: ۱۵۳۶، رقم: ۳۹۵۸

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة ذی قَرَدٍ وغیرها، ۳: ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۸، رقم: ۱۸۰۶

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۸

۵۔ نسائی، السنن الکبری، ۶: ۲۴۳، رقم: ۱۰۸۱۴

ہر گوشہ میں رہنے والے سن لیں۔ پھر میں نے دوڑ لگائی یہاں تک کہ ان لوگوں تک جا پہنچا۔ سو میں ان کی جانب تیر پھینکنے لگا اور ساتھ یہ کہنے لگا:

میں اَکوع کا بیٹا ہوں، آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے

میں نے ان کے پانی پینے سے پہلے ہی ان سے اونٹنی چھین لی۔ میں اسے لے کر واپس لوٹا تو رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہوگئی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ لوگ پیاسے تھے اور میں ان کے پانی پینے سے پہلے ہی جلدی سے ان سے اونٹنی چھین لایا۔ اُن کے پیچھے کسی کو روانہ کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابنِ اکوع! تم مالک ہوگئے ہو اب نرمی کرو۔ ان کی مہمانی اپنی قوم میں ہو رہی ہوگی۔‘‘

۱۱۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا أَمْسَوْا يَوْمَ فَتَحُوْا خَيْبَرَ، أَوْقَدُوا النِّيْرَانَ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: عَلَامَ أَوْقَدْتُمْ هَذِهِ النِّيْرَانَ؟ قَالُوا: لُحُومِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ. قَالَ: أَهْرِيْقُوْا مَا فِيْهَا وَاكْسِرُوْا قُدُوْرَهَا. فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: نُهْرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَوْ ذَاكَ.(۱)

’’حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز خیبر فتح ہوا اس شام لوگوں نے آگ جلائی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ آگ کیا چیز پکانے

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الذبائح والصید، باب آنیة المجوس والمیتة، ۵: ۲۰۹۴، رقم: ۵۱۷۸

۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الذبائح، باب لحوم الحمر الوحشیة، ۲: ۱۰۶۵، رقم: ۳۱۹۵

۳۔ بیهقی، السنن الکبری، ۶: ۱۰۲، رقم: ۱۱۳۳۳

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۵۰

کے لئے جلائی ہے؟ مجاہدین نے عرض کیا: پالتو گدھوں کا گوشت پکانے کے لئے: فرمایا: جو ہانڈیوں میں ہے اسے الٹ دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: ہم گوشت کو الٹ دیں اور ہانڈیوں کو دھو نہ لیں؟ فرمایا: چلو یونہی کر لو۔''

۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ: إِنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ أَوْ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ. (۱)

''حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو لوگوں میں منادی کرنے کے لئے عاشورہ کے روز بھیجا کہ جس نے کھانا کھا لیا ہے وہ روزہ پورا کرے یا اسے چاہیے کہ روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا وہ نہ کھائے۔''

۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟ قَالُوا: لَا، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ! قَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ. قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ. (۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب إذا نوی بالنهار صوما، ۲:۶۷۹، رقم:۱۸۲۴

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، ۲:۷۹۲، رقم:۱۱۲۵

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴:۴۸

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الکفالة، باب من تکفّل عن میّت دَیناً فلیس له أن یرجع، وبه قال الحسن، ۲: ۸۰۳، رقم: ۲۱۷۳

’’حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس پر نماز (جنازہ) پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا تو فرمایا: کیا اس پر کچھ قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: جی حضور! فرمایا: تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو۔ حضرت ابوقتادہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کا قرض میں ادا کروں گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔‘‘

۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ :أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَأَى نِيْرَانًا تُوقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ، قَالَ: عَلَى مَا تُوقَدُ هَذِهِ النِّيْرَانُ؟ قَالُوا: عَلَى الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. قَالَ

..... ۲۔ أيضاً، كتاب الحوالات، باب إن إحال دين الميّت على رجل جاز، ۲: ۷۹۹، رقم: ۲۱۶۸

۳۔ أيضاً، كتاب الكفالة، باب من تكفّل عن ميت دَيناً، فليس له يرجع، ۲: ۸۰۳، رقم: ۲۱۷۳

۴۔ أيضاً، كتاب النفقات، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من ترك كلاًّ أوضياعاً فإليّ، ۵: ۲۰۵۴، رقم: ۵۰۵۶

۵۔ مسلم، الصحيح، كتاب الفرائض، باب من ترك مالًا فلورثته، ۳: ۱۲۳۷، رقم: ۱۶۱۹

۶۔ ترمذی، الجامع الصحيح، كتاب الجنائز عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ما جاء في الصلاة على المديون، ۳: ۳۸۸، رقم: ۱۰۷۰

۷۔ نسائی، السنن، كتاب الجنائز، باب الصلاة على من عليه دَين، ۴: ۶۵، رقم: ۱۹۶۰، ۱۹۶۱

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اُكْسِرُوْهَا وَأَهْرِقُوْهَا. قَالُوا: أَلاَ نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قَالَ: اغْسِلُوْا.(۱)

’’حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے روز آگ جلتی ہوئی آگ دیکھی تو فرمایا: یہ کیوں جلائی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: پالتو گدھوں کے گوشت کو (پکانے کے لئے) اس پر فرمایا: ہانڈیاں توڑ دو اور اسے بہا دو۔ صحابہ نے عرض کیا: کیا ہم ایسا نہ کریں کہ انہیں الٹ دیں اور ہانڈیاں دھو لیں؟ فرمایا: اچھا، دھولو۔‘‘

۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَ غَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ، اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا.(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المظالم، باب هل تكسر الدِّنَانُ الّتي فيها الخَمْرُ، أو تُخَرَّقُ الزِّقَاق، فإنَ كسر صَنَمًا، أو صَلِيبًا أو طُنْبُورًا أوْ ما لاَ يُنْتَفَعُ بِخَشَبه، ۲: ۸۷۶، رقم: ۲۳۴۵

۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الذبائح، باب لحوم الحمر الوحشية، ۲: ۱۰۶۵، رقم: ۳۱۹۵

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۵۰

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب بعث النبی ﷺ أسامة بن زيد إلى الحرقات من جهينة، ۴: ۱۵۵۶، رقم: ۴۰۲۳

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الجهاد والسير، باب عدد غزوات النبی ﷺ، ۳: ۱۴۴۷، رقم: ۱۸۱۵

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۵۴

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۶: ۱۳۹، رقم: ۷۱۷۴

۵۔ حاکم، المستدرك، ۳: ۲۴۱، رقم: (۴۹۶۱)

۶۔ ابو عوانه، المسند، ۴: ۳۵۵، رقم: ۶۹۵۴

’’حضرت یزید بن ابو عبید سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سات غزوات میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہونے کا شرف حاصل کیا ہے اور اس غزوہ میں بھی شریک تھا جس میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارا امیر بنایا تھا۔‘‘

۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ. فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي؟ قَالَ: كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا، فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِيْنُوا فِيْهَا.(۱)

’’حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں سے قربانی کرے تو تیسرے روز کی صبح اس کے گھر میں قربانی کا گوشت نہیں ہونا چاہئے۔ جب اگلا سال آیا تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اسی طرح کریں جیسے پچھلے سال کیا تھا؟ فرمایا: تم کھاؤ، کھلاؤ اور جمع بھی کر لو کیونکہ پچھلا سال لوگوں پر تنگی کا تھا تو میرا ارادہ ہوا کہ تم اس (تنگی) میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔‘‘

۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَحْتَ الشَّجَرَةِ، فَقَالَ لِي: يَا سَلَمَةُ! أَلَا تُبَايِعُ؟ قُلْتُ: يَا

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب: الأضاحي، باب: ما يؤكل من لحوم الأضاحي وما يُتَزَوَّدُ منها، ۵: ۲۱۱۵، رقم: ۵۲۴۹

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث في أول الإسلام وبيان نسخه وإباحته إلى متى شاء، ۳: ۱۵۶۳، رقم: ۱۹۷۴

رَسُولَ اللهِ! قَدْ بَايَعْتُ فِي الأَوَّلِ، قَالَ: وَفِي الثَّانِي.(۱)

’’حضرت یزید بن ابوعبید کا بیان ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: اے سلمہ! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو پہلے ہی بیعت کر چکا ہوں۔ فرمایا: دوبارہ کر لو۔‘‘

۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ: أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ: أَنَّ الرُّبَيِّعَ، وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ، كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا الأَرْشَ وَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَأَبَوْا ، فَأَتَوا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ: يَا أَنَسُ! كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ. فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ.

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأحکام، باب من بایع مرتین، ۶: ۲۶۳۵، رقم: ۶۷۸۲

۲۔ أیضاً، کتاب الجهاد، باب البیعة في الحرب أن لا یفروا، وقال بعضهم: علی الموت، ۳: ۱۰۸۱، رقم: ۲۸۰۰

۳۔ أیضاً، کتاب المغازی، باب غزوة الحدیبیة، ۴: ۱۵۲۹، رقم: ۳۹۳۶

۴۔ أیضاً، کتاب الأحکام، باب کیف یبایع الإمام الناس، ۶: ۲۶۳۴، رقم: ۶۷۸۰

۵۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإمارة، باب استحباب مبایعة الإمام الجیش عند إرادة القتال، ۳: ۱۴۸۳، رقم: ۱۸۶۰

۶۔ أیضاً، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة ذی قَرَدٍ وغیرها، ۳: ۱۴۳۲، رقم: ۱۸۰۷، ۱۸۰۲

زَادَ الْفَزَارِيُّ: عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ: فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الأَرْشَ.(۱)

’’حضرت حمید کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انہیں روایت بیان کی: حضرت ربیع بنت نضر نے ایک لڑکی کے سامنے والے دو دانت توڑ دیے۔ انہوں نے دیت کا مطالبہ کیا اور یہ معافی کے خواستگار ہوئے تو انہوں نے انکار کر دیا۔ سو وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے قصاص کا حکم فرمایا۔ حضرت انس بن نضر نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ربیع کے سامنے کے دانت توڑے جائیں گے؟ نہیں! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدیة، ۲: ۹۶۱، رقم: ۲۵۵۶

۲۔ أیضاً، کتاب الجهاد، باب قول اللہ تعالی: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيْلاً۔ [الأحزاب: ۲۳]، ۳: ۱۰۳۲، رقم: ۲۶۵۱

۳۔ أیضاً، کتاب: التفسیر، باب قوله: يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ عَذَابٌ أَلِيْمٌ [البقرة: ۱۷۸]، ۴: ۱۶۳۶، رقم: ۴۲۳۰

۴۔ أیضاً، کتاب التفسیر، باب قوله: وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ، ۴: ۱۶۸۵، رقم: ۴۳۳۵

۵۔ مسلم، الصحیح، کتاب القسامة والمحاربین والقصاص والدیات، باب إثبات القصاص فی الإسنان، ۳: ۱۳۰۲، رقم: ۱۶۷۵

۶۔ ابوداود، السنن، کتاب الدیات، باب القصاص من السنّ، ۴: ۱۹۷، رقم: ۴۵۹۵

۷۔ نسائی، السنن، کتاب القسامة، باب القصاص من الثنیة، ۸: ۲۷، رقم: ۴۷۵۶۔۴۷۵۷

۸۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الدیات، باب القصاص فی السنّ، ۲: ۸۸۴، رقم: ۲۶۴۹

مبعوث فرمایا: اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے۔ فرمایا: اے انس! اللہ تعالیٰ کی کتاب قصاص کا کہتی ہے۔ سو وہ لوگ راضی ہو گئے اور معاف کر دیا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے سچا کر دیتا ہے۔

’’فزاری کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ لوگ دیت لینے پر رضامند ہو گئے۔‘‘

اس حدیثِ مبارکہ کو امام بخاری نے تین واسطوں سے اپنی صحیح میں درج ذیل دو اور مقامات پر بھی روایت کیا ہے:

۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ: أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ.(۱)

’’حضرت محمد بن عبداللہ انصاری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے۔‘‘

۲۰۔ حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا، فَأَتَوا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ.(۲)

’’حضرت حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا جس کے باعث اس کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے، وہ حضور

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب: التفسیر، باب قوله: يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ- إِلَى قَوْلِهِ- عَذَابٌ أَلِيْمٌ [البقرة: ۱۷۸]، ۴: ۱۶۳۶، رقم: ۴۲۲۹

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الدیات، باب السن بالسن، ۶: ۲۵۲۶، رقم: ۶۴۹۹

۲۔ أیضاً، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدیة، ۲: ۹۶۱، رقم: ۲۵۵۶

نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے قصاص کا حکم فرمایا۔‘‘

۲۱۔ حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا حَرِيْزُ بْنُ عُثْمَانَ: أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ شَيْخًا؟ قَالَ: كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ.(۱)

’’حضرت حریز بن عثمان سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کی نظر میں حضور اکرم ﷺ پر بڑھاپے کے آثار تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ کی ٹھوڑی مبارک کے صرف چند بال سفید ہوئے تھے۔‘‘

۲۲۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَتْ تَقُوْلُ: إِنَّ اللهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ.(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ، ۳:۱۳۰۲، رقم: ۳۳۵۳

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴:۱۸۷۔۱۸۸، ۱۹۰

۳۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۳، رقم: ۴۲۰۰

۴۔ ابن أبی شیبة، المصنف، ۵: ۱۸۷، رقم: ۲۵۰۶۳

۵۔ طبرانی، مسند الشامیین، ۲: ۱۲۹، رقم: ۱۰۴۵

مسند احمد کی روایت کی سند امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے، جب کہ امام حاکم نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب وکان عرشه علی الماء وهو رب العرش العظیم، ۶: ۲۷۰۰، رقم: ۶۹۸۵

’’حضرت عیسیٰ بن طہمان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: پردے کی آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی اور ان کے ولیمہ میں آپ ﷺ نے روٹی اور گوشت کھلایا۔ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی باقی ازواجِ مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر فرمایا ہے۔‘‘



۲۔ نسائی، السنن، کتاب النکاح، باب صلاة المرأة إذا خطبت واستخارتها ربها، ۶: ۷۹، رقم: ۳۲۵۲

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۲۶، رقم: ۱۳۳۸۵

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۳۹، رقم: ۱۰۷

۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۷: ۹۱

باب سوم

اِمامِ اَعظمؒ سے اِمام بخاریؒ کے عدمِ روایت کی وجوہات پر بحث و تحقیق

www.MinhajBooks.com

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض بڑا شدّ و مد سے یہ کیا جاتا ہے کہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری نے امامِ اعظم سے اس لئے روایت نہیں لی کیونکہ وہ امامِ اعظم کو حدیث میں غیر ثقہ اور ضعیف سمجھتے تھے۔ درحقیقت یہ ایک ایسا بے بنیاد اور غیر حقیقی الزام ہے جو متعصبینِ امامِ اعظم نے فقط خواہشِ نفس کے زیر اثر وضع کیا ہے۔ گو یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ امام بخاری نے امام صاحب سے کوئی روایت نہیں لی لیکن صرف اس بنیاد پر دعویٰ کرنا کہ امامِ اعظم غیر ثقہ تھے، انتہائی لغو اور بے حقیقت بات ہے جو صرف معترضینِ امامِ اعظم ہی کا خاصہ ہے۔ ہم نے امام بخاری کی تمام تصانیف کھنگال ڈالی ہیں اور اُن سے متعلقہ تمام کتب کی ایک ایک سطر دیکھی ہے لیکن کہیں بھی کوئی ایک قول یا بیان ایسا نہیں پایا جس میں امام بخاری نے امامِ اعظم کو غیر ثقہ کہہ کر مسترد کیا ہو یا اُن سے عدم اخذِ حدیث کا سبب مخالفین کی اس تاویلِ باطل کو قرار دیا ہو۔ لہٰذا اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ حقیقت پسندی سے اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ امام بخاری نے امامِ اعظم سے کیوں حدیث نہیں لی تاکہ حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے۔ زیرِ نظر باب میں اسی اعتراض کو مدِّنظر رکھتے ہوئے حقائق بیان کئے گئے ہیں۔

ا۔ کسی محدّث سے عدمِ روایت اُس کے ضعف کی دلیل نہیں

امام بخاری کے امامِ اعظم سے حدیث روایت نہ کرنے کی بحث کو ہم اس تناظر میں لے سکتے ہیں کہ کسی محدّث کا دوسرے محدّث سے حدیث روایت نہ کرنا اس کے ضعف کے باعث نہیں ہوتا بلکہ اس کے کئی اور اسباب بھی ہوتے ہیں اگر امام بخاری نے اپنی صحیح میں کسی محدّث سے حدیث روایت نہیں کی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے اس

عمل سے اس محدّث کا علمی مقام کم ہو گیا ہو۔ اگر کوئی اسی بات پر اصرار کرے کہ امام بخاری اگر کسی محدّث کو جاننے کے باوجود ان سے حدیث روایت نہ کریں تو اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ وہ انہیں حدیث میں کمزور سمجھتے ہیں۔ ہم اس شخص کی بات سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ایسا کہنے والا محدّثین کے اخذِ حدیث کرنے کے قواعد و ضوابط اور رُواۃِ حدیث کے حالات و واقعات سے صحیح طور پر آگاہ نہیں۔ بطور دلیل ائمہ صحاح ستہ اور ائمہ فقہاء کی چند مثالیں درج ذیل ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مختلف ائمہِ حدیث نے استاد، شاگرد ہونے یا دیگر علمی و فکری روابط کے باوجود ایک دوسرے سے حدیث روایت نہیں کی۔

(۱) 'صحیحین' میں امام شافعیؒ سے بھی روایت نہیں کیا گیا

معترضین کا یہ سوال - کہ ''امام بخاری کا امامِ اعظم سے عدمِ روایت ان کے ضعف یا غیر ثقہ ہونے کی طرف اشارہ ہے'' - اگر درست مان لیا جائے تو پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاری سمیت امام مسلم نے 'صحیحین' میں کوئی ایک روایت بھی امام شافعی کی سند سے نہیں لی۔ حالانکہ امام شافعی تو ان کے نزدیک ضعیف یا غیر ثقہ نہیں سمجھے جاتے تھے۔

۱۔ امام بخاری جو خود شافعی ہیں یا مائل بہ شافعیت ہیں لیکن جس طرح امام بخاری نے امام ابو حنیفہ سے کوئی حدیث نہیں لی اسی طرح پوری صحیح البخاری میں امام بخاری نے ایک حدیث بھی امام شافعی کے واسطہ سے نہیں لی۔ امام قسطلانی نے ارشاد الساری میں امام بخاری کے متعلق لکھا ہے:

لم یرو عن الشافعي في الصحیح.(۱)

''امام بخاری نے امام شافعی سے الصحیح میں روایت نہیں کیا۔''

(۱) قسطلانی، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، ۱: ۳۳

۲۔ امام بخاری کی طرح امام مسلم نے بھی اپنی الصحیح میں امام شافعی کے طریق سے ایک روایت بھی نہیں لی۔

کیا معترضین کے نزدیک شیخین نے امام شافعی کو بھی حدیث میں غیر ثقہ سمجھ کر ان سے روایت نہیں لی؟ کیا اس سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم کے نزدیک امام شافعی روایتِ حدیث میں ثقہ اور معتبر نہیں تھے؟ ضعیف الحدیث تھے؟ اگر اُن کی عدمِ روایت سے یہ معنی اخذ کر لیا جائے تو پھر یہ سوال بھی پیدا ہو گا کہ امام بخاری و امام مسلم نے امام شافعی کے مذہب کو کس بنیاد پر قبول کیا، کیونکہ مذہب تو قائم ہی احادیث پر ہوا تھا۔ امام شافعی نے اپنے مذہب کی ساری بنیاد اُنہی احادیث پر رکھی تھی جو ان تک پہنچیں۔ اگر روایتِ حدیث میں ان کو کمزور اور ضعیف سمجھ لیا جائے تو امام بخاری اور امام مسلم کا ان کے مذہب کو قبول کرنا، یا ان کے مذہب کی طرف راغب ہونا یا ان کے اصولوں پر عامل ہونا یا عملاً ان کے مذہب کو ترجیح دینا، ناقابلِ فہم ہو جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک ایسا کہیں سے بھی ثابت نہیں کہ امام بخاری اور امام مسلم نے امام شافعی کو ضعیف سمجھا ہو بلکہ اگر کوئی ایسا سوچے تو یہ صرف اس کا زعم باطل ہی ہو گا۔ محدّثین کے اپنے اسباب ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ بعض اصحابِ حدیث سے روایت نہیں کرتے۔ اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ موضوع کی مناسبت سے ہم ذیل میں کر رہے ہیں۔

(۲) امام بخاریؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے براہِ راست صرف ایک حدیث روایت کی

امام بخاری، امام احمد بن حنبل کے شاگرد ہیں آٹھ مرتبہ ان کے پاس بغداد گئے، ان کی زیارت کی اور براہِ راست ان سے سماع کیا۔

۱۔ امام بخاری نے خود اس کو بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

دخلت بغداد آخر ثمان مرّات، کل ذلک أجالس أحمد بن حنبل.(۱)

’’میں آخری آٹھویں بار بغداد گیا، ہر بار میں امام احمد بن حنبل کی مجالست اختیار کرتا۔‘‘

۲۔ امام مزی اور امام سیوطی نے امام بخاری کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن الإمام أحمد بن حنبل.(۲)

’’امام بخاری نے امام احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے۔‘‘

اس کے باوجود امام بخاری نے پوری الجامع الصحیح میں امام احمد بن حنبل سے براہِ راست صرف ایک حدیث روایت کی ہے وہ بھی ’موقوفاً‘۔ یہ حدیث امام بخاری نے ’الصحیح (کتاب النکاح، باب: ما یحل من النساء وما یحرم، وقولہ تعالٰی: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ، ۵: ۱۹۶۳)‘ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ترجمۃ الباب میں درج کی ہے۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ ’فتح الباری شرح صحیح البخاری‘ میں اس مقام پر لکھتے ہیں:

ولیس للمصنف في هذا الکتاب روایة عن أحمد إلا فی هذا الموضع.

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲: ۲۲

۲۔ ابن النقطة حنبلی، التقیید لمعرفة رواة السنن والمسانید، ۱: ۳۲

۳۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۲: ۴۰۳

(۲) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۴: ۴۳۱

۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۲۵۲

''امام بخاری نے اس کتاب میں امام احمد سے اس جگہ کے علاوہ اور کوئی روایت براہِ راست نہیں لی۔''

امام عسقلانی آگے لکھتے ہیں:

وأخرج عنه في آخر المغازي حديثاً بواسطة.(۱)

''امام بخاری نے امام احمد سے ایک اور حدیث کتاب المغازی کے آخر میں بالواسطہ لی ہے۔''

امام بخاری نے امام احمد بن حنبل سے بالواسطہ حدیث 'الصحیح' میں کتاب المغازی، باب كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ (۴: ۱۶۲۱، رقم: ۴۲۰۳) کے تحت درج کی ہے۔

۳۔ امام کلاباذی نے 'رجال صحیح البخاری' میں امام احمد بن حنبل کا ذکر نہیں کیا۔

حیران کن بات ہے کہ امام بخاری نے بغداد کے سفروں کے دوران خود امام احمد بن حنبل کے ہاں اُن کے گھر میں آٹھ مرتبہ قیام کیا تھا۔ امام بخاری نے ان قیام کے دوران اُن سے کثیر احادیث سنیں مگر پوری صحیح بخاری میں براہِ راست اُن سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے اور دوسری جگہ واسطہ سے لی ہے۔ کیا اس سے امام بخاری کے نزدیک امام احمد بن حنبل ضعیف الحدیث قرار پاتے ہیں؟ ہرگز نہیں، بلکہ اس کی دیگر وجوہات ہیں۔

(۳) امام بخاری نے 'الصحیح' میں اپنے شیخ 'الذھلی' کا پورا نام نہیں لیا

امام بخاری کے ایک شیخ ہیں: امام محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد الذُّھلی۔

(۱) عسقلانی، فتح الباری، ۹: ۱۵۴

امام بخاری نے اپنی الصحیح میں تیس (۳۰) مقامات پر امام ذہلی سے احادیث روایت کی ہیں مثلاً کتاب الصوم، کتاب الطب، کتاب الجنائز، کتاب العتق اور دیگر مقامات پر۔ امام بخاری نے تیس مقامات میں سے ایک مقام پر بھی بوجوہ اُن کا نام نہیں لکھا۔ کسی جگہ امام بخاری نے اِن سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ۔ کسی جگہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ (یعنی باپ 'یحییٰ' کی بجائے دادا کی طرف نسبت کر دی۔) کسی جگہ لکھتے ہیں: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ (یعنی پڑدادا کی طرف منسوب کر دیا)۔[1] گویا کسی جگہ صرف نام کا پہلا حصہ لکھا، کسی جگہ دادا کی طرف منسوب کر دیا، باپ کا نام درمیان سے حذف کر دیا۔ ایک مقام پر پڑدادا کی طرف منسوب کر دیا، باپ اور دادا دونوں کا نام درمیان سے نکال دیا ہے۔ امام بخاری نے اپنے شیخ سے تیس مقامات میں سے کسی ایک مقام پر بھی بوجوہ اُن کا پورا نام یوں نہیں لکھا کہ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ۔

پورا نام نہ لکھنے کی وجہ عقیدۂ خلقِ قرآن کا الزام

امام محمد بن یحییٰ الذہلی اور امام بخاری کے درمیان بڑی محبت تھی، امام بخاری نے اِن سے بہت استفادہ کیا تھا۔ امام بخاری کی تصانیف بھی خود امام ذہلی کے پاس تھیں۔ امام بخاری جس وقت نیشاپور پہنچے تو عوام الناس اور خود امام ذہلی نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ امام مسلم اس روایت کو بیان کرتے ہیں:

لما قدم محمد بن إسماعيل البخاري نيسابور، ما رأيت والياً ولا عالماً فعل به أهل نيسابور ما فعلوا بمحمد بن إسماعيل، استقبلوه من مرحلتين وثلاث مراحل، وقال محمد بن يحيى

(۱) ۱۔ ابن خلكان، وفيات الأعيان وأنباء الزمان، ۵: ۱۹۵
۲۔ عسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ۱۳: ۱۳۴

الذهلي في مجلسه: من أراد أن يستقبل محمد بن إسماعيل غدا فليستقبله فإني استقبله، فاستقبله محمد بن يحيى وعامة علماء أهل نيسابور، فدخل البلد فنزل دار البخاريين.(۱)

''جب امام محمد بن اسماعیل بخاری نیشاپور آئے تو جتنا اہالیانِ نیشاپور نے اُن کا پرجوش استقبال کیا اور کسی حکمران یا عالم کا نہ کیا، انہوں نے آپ کا دو، تین مرحلوں میں استقبال کیا۔ امام محمد بن یحییٰ الذھلی نے اپنے حلقۂ درس میں اعلان کر دیا تھا: جو کوئی بھی کل محمد بن اسماعیل کے استقبال کا ارادہ رکھتا ہے وہ ضرور اُن کا استقبال کرے کیونکہ میں بھی ان کا استقبال کروں گا، پس محمد بن یحییٰ اور علمائے نیشاپور کے جمِ غفیر نے آپ کا استقبال کیا، آپ نے شہر میں تشریف لاکر دار البخاريين میں اقامت اختیار کی۔''

امام ذہلی نے امام بخاری سے اپنی اسی عقیدت کا اظہار اُن کے نیشاپور پہنچنے پر بھی کیا۔ امام ذہلی نے لوگوں سے کہا:

اذهبوا إلى هذا الرجل الصالح فاسمعوا منه.(۲)

''تم اس صالح شخص کے پاس جا کر احادیث کا سماع کیا کرو۔''

پس لوگوں نے امام بخاری کے پاس حاضر ہو کر اُن سے سماع کیا۔ اس قدر قربت اور باہمی احترام ومحبت کے باوجود اُن کے درمیان شدید اختلاف ہوا۔ یہاں وہی معاملہ درپیش ہوا جو امامِ اعظم کے ساتھ تھا کہ امامِ اعظم پر بعض لوگوں نے تہمت لگا دی اور پراپیگنڈہ کیا کہ یہ مُرجِئہ ہیں، اور امام بخاری پر کسی نے تہمت لگا دی کہ یہ خلقِ قرآن کے

(۱) ۱۔ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ۵۲: ۹۲
۲۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۲: ۴۵۸
(۲) ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۲: ۴۵۳ (ترجمۂ امام بخاری)

قائل ہیں۔ امام ذہلی کو خبر ملی کہ امام بخاری خلقِ قرآن کے قائل ہیں تو انہوں نے امام بخاری کی سخت مخالفت کی۔ پہلے امام ذہلی، امام بخاری کے بے حد قریب تھے لیکن بعد ازاں ان سے سخت متنفر ہو گئے، اور امام بخاری کے خلاف اس پراپیگنڈہ سے اتنے شدید متاثر ہوئے کہ اپنی مجلسِ حدیث میں حاضر ہونے والوں کو امام بخاری کے درس میں جانے اور ان کے قریب ہونے سے بھی منع کر دیا۔ امام محمد بن یحییٰ الذہلی نے اعلان کر دیا:

ألا من يختلف إلى مجلسه لا يختلف إلينا، فإنهم كتبوا إلينا من بغداد أنه تكلم في اللفظ ونهيناه فلم ينته، فلا تقربوه ومن يقربه فلا يقربنا. (۱)

''خبردار! جو کوئی بھی ان (یعنی امام بخاری) کی مجلس میں جاتا ہے وہ ہمارے پاس نہ آیا کرے، کیونکہ علماء نے بغداد سے ہمیں لکھا ہے کہ اس نے لفظِ قرآن پر کلام کیا ہے جس سے ہم نے اسے روکا ہے لیکن یہ باز نہیں آیا۔ پس تم اس کے قریب مت بیٹھا کرو اور جو شخص اس کے قریب جائے گا وہ ہمارے قریب نہ آئے۔''

امام ذہلی نے اس حد تک امام بخاری کی مخالفت کی کہ نیشاپور میں اعلان کر دیا:

لا يساكنني هذا الرجل في البلد.

''اس شخص کے ساتھ میری اس شہر میں سکونت نہیں ہو سکتی۔''

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ **فخشي البخاري وسافر** (امام بخاری خوف زدہ ہو کر وہاں سے کوچ کر گئے)۔ (۲)

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲: ۳۱
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۲: ۹۵
۳۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۲: ۴۵۵

(۲) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۲: ۴۶۰

امام بخاری اور امام محمد بن یحییٰ الذھلی کے درمیان اختلاف کی اس نوعیت کو امام ذہبی نے تفصیلاً درج کیا ہے۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو: امام ذہبی کی 'سیر أعلام النبلاء (۱۲:۴۵۳۔۴۶۰، ترجمہ امام بخاری)'۔

جب امام ذہلی امام بخاری کے شدید مخالف ہوگئے اور ان کی مخالفت اہلِ علم و رواۃِ حدیث میں پھیل گئی تو چونکہ وہ حدیث میں ثقہ تھے، امام بخاری براہِ راست اُن سے پڑھے تھے، اُن سے احادیث روایت کی تھیں اور اپنی کتاب میں درج بھی کر چکے تھے تو ہر جگہ سے اُن کا نام مٹا دیا مگر احادیث برقرار رکھیں۔ امام بخاری روایتِ حدیث اور علمِ حدیث میں ماہر تھے اس لئے احادیث کے بارے میں ان کو تحقیق تھی کہ جو احادیث وہ اُن سے لے چکے ہیں صحیح ہیں۔ مگر اپنے شیخ کا نام کاملاً کسی جگہ بیان نہیں کیا تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ انہوں نے امام محمد بن یحییٰ الذھلی سے روایت کیا ہے۔ اگر ان کا نام آ گیا تو لوگ کہیں گے کہ ایک طرف آپ ان سے حدیث روایت کر رہے ہیں اور دوسری طرف انہوں نے آپ کے خلاف اتنا سخت فتویٰ جاری کیا ہے۔ گویا اُن کا فتویٰ اِن کی اپنی کتاب میں اُن کا نام لکھنے کی وجہ سے ان کے خلاف لوگ شہادت کے طور پر بطور دلیل پیش کریں گے لہٰذا امام بخاری نے تیس کے تیس مقامات سے ان کا نام حذف کر دیا۔ امام ذھلی باوجود یہ کہ امام بخاری کے شیخ ہیں اور امام بخاری نے اُن سے تیس احادیث روایت کی ہیں مگر نام نہیں لیا تو پتہ چلا کہ کسی سے عدمِ روایت، کسی کا نام نہ لینا یا کسی کی حدیث کو دوسرے طریق پر روایت کر لینے کا معمول ائمہِ حدیث میں موجود تھا۔ مختلف اسباب ہوا کرتے تھے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا تھا کہ وہ اس کو ضعیف فی الحدیث سمجھتے تھے۔

(۴) امام مسلمؒ نے 'الصحیح' میں امام بخاریؒ سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی

اس سلسلے کی چوتھی اور سب سے دل چسپ مثال یہ ہے کہ امام مسلم خود امام

بخاری کے شاگرد ہیں اور انہوں نے امام بخاری سے حدیث روایت کی ہے۔

۱۔ امام سیوطی نے امام بخاری کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه مسلم. (۱)

''امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے۔''

لیکن امام مسلم نے اپنی 'الصحیح' میں امام بخاری سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی جتنی احادیث بھی اُن سے نقل کی ہیں وہ 'الصحیح' کے علاوہ دیگر کتب میں ہیں۔

۲۔ اسی بات کو امام عسقلانی نے امام بخاری کے ترجمہ میں یوں بیان کیا ہے:

روی عنه مسلم فی غیر الجامع. (۲)

''امام مسلم نے ان سے 'جامع' کے علاوہ روایت کیا ہے۔''

۳۔ امام قسطلانی نے اس کو درج ذیل الفاظ میں لکھا ہے:

روی عنه مسلم فی غیر الصحیح. (۳)

''امام مسلم نے ان سے 'الصحیح' کے علاوہ کتب میں روایت کیا ہے۔''

۴۔ اسی طرح 'رجال مسلم' میں بھی امام احمد بن علی اصبہانی نے امام بخاری کا صحیح مسلم کے رواۃ میں ذکر نہیں کیا۔

امام بخاری اور امام مسلم کے درمیان اتنا تعلق پختہ تھا کہ جب امام مسلم، امام بخاری کے سامنے پیش ہوئے تو انہوں نے برکت حاصل کرنے کے لئے امام بخاری کی

(۱) سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۲۵۲

(۲) عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۹: ۴۱

(۳) قسطلانی، ارشاد الساری إلی شرح صحیح البخاری، ۱: ۳۳

پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر عرض کیا:

دعني حتى أقبّل رجليک، يا أستاذ الأستاذين و سيد المحدّثين وطبيب الحديث في عللهٖ۔(۱)

''اے استاذوں کے استاذ، سید المحدّثین اور عللِ حدیث کے طبیب! آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے پاؤں کا بوسہ لے لوں۔''

امام مسلم کا امام بخاری سے اتنا قریبی تعلق تھا اس کو حافظِ حدیث ابوعبد اللہ محمد بن یعقوب اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا:

رأيت مسلم بن الحجاج بين يدي محمد بن إسماعيل البخاري، وهو يسأله سؤال الصبي المتعلم.(۲)

''میں نے مسلم بن الحجاج کو محمد بن اسماعیل البخاری کے سامنے دیکھا کہ وہ اُن سے یوں سوال کرتے جیسے کوئی طالبعلم بچہ استاذ سے سوال کرتا ہے۔''

یہ قربتِ تعلق اور شدتِ ادب تھا اور دوسری طرف عالم یہ ہے کہ امام بخاری کے شاگرد ہونے کے باوجود امام مسلم نے پوری 'صحیح مسلم' میں اپنے استاد امام بخاری سے ایک روایت بھی درج نہیں کی۔ کیوں؟ اس کا سبب یہ تھا کہ امام محمد بن یحییٰ الذھلی، امام بخاری اور امام مسلم دونوں کے شیخ تھے۔ امام مسلم نے جب دیکھا کہ امام ذہلی اور امام بخاری (استاد و شاگرد) کے درمیان خلقِ قرآن پر بہت سخت علمی اور اعتقادی نزاع ہو گیا

(۱) ۱۔ ابن النقطة، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد، ۱: ۳۳
۲۔ ابن کثير، البداية والنهاية، ۱۱: ۳۴
(۲) ۱۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۲: ۲۹
۲۔ ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۵۲: ۸۹
۳۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۴۵

ہے اور انہوں نے امام بخاری کے خلاف سخت فتویٰ دے دیا ہے، تو چونکہ امام مسلم امام بخاری اور امام ذہلی دونوں کے شاگرد تھے لہٰذا انہوں نے دو کام کئے: نہ کوئی حدیث امام بخاری سے روایت کی اور نہ ہی کوئی حدیث امام ذہلی سے روایت کی۔ دونوں شیوخ کو اپنے رُواۃ سے یہ سوچتے ہوئے نکال دیا تاکہ میں کسی ایک کے ساتھ فریق نہ بنوں۔ چونکہ دونوں شیخ تھے، دونوں جگہ ادب کا تقاضا تھا، دونوں سے سماع اور اخذِ حدیث کیا تھا لہٰذا انہوں نے پھر دونوں سے اپنی صحیح میں ترکِ روایت کر دیا تاکہ نہ ایک کی طرف جھکاؤ نظر آئے کہ دوسرے کو شکوئی ہو اور نہ اِدھر جھکاؤ ملے کہ اُدھر شکوئی ہو۔ یہی وہ بنیادی سبب تھا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں امام بخاری سے بھی ایک حدیث روایت نہیں کی اور امام محمد بن یحییٰ الذھلی سے بھی روایت نہیں کی۔ بلکہ امام ذہلی سے جو کچھ بھی انہوں نے سنا تھا، یا احادیث اخذ کی تھیں وہ ساری امام ذہلی کو واپس بھیج دیں۔ ساری کتابیں اٹھا کر امام ذہلی کو بھیج دیں اور جو کچھ امام بخاری سے سنا تھا اس میں سے ایک حدیث بھی اپنی 'الصحیح' میں نقل نہیں کی۔ (۱)

کیا اس عمل سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ امام مسلم نے امام بخاری سے کوئی حدیث روایت نہیں کی لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ امام مسلم کے نزدیک امام بخاری ضعیف فی الحدیث تھے؟ جواب ہے: ہرگز نہیں۔ اگر یہ نتیجہ نکلتا ہے تو پھر امامِ اعظم سے امام بخاری کے عدمِ روایت پر بھی یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے اور اگر امام مسلم کا امام بخاری سے عدمِ روایت کے باوجود اس کا نتیجہ ضعف فی الحدیث نہیں نکلتا اور یہ کہنا نہایت مضحکہ خیز بات لگتی ہے۔ تو پھر امامِ اعظم سے امام بخاری کا عدمِ روایت اور اس سے بھی یہ نتیجہ نکالنا مضحکہ خیز ہوگا۔ اسی طرح امام مسلم نے امام ذھلی سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی تو کیا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اُن کو ضعیف فی الحدیث مانا حالانکہ وہ ثقہ امام تھے۔ وہ امام بخاری اور امام مسلم دونوں

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۱۰۳
۲۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۲: ۴۶۰
۳۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۱۱: ۳۴

کے شیخ تھے مگر امام مسلم نے اپنی صحیح میں اُن سے صرف اس لئے روایت نہیں کیا کہ اُن کے آپس کے اختلاف اور نزاع کی وجہ سے یہ دل برداشتہ تھے۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ کسی محدّث کے دوسرے محدّث سے روایت نہ کرنے کے علمی، فکری، اعتقادی، نزاعی، ماحولیاتی نوعیت کے کئی اسباب ہوتے ہیں۔

امام مسلم کا اپنے شیوخ سے استناد اور اس کا موازنہ

مندرجہ بالا بحث کو مزید واضح کرنے کے لئے ہم امام مسلم کے طرقِ مشائخ کا ایک مختصر سا مطالعہ کریں گے۔ جس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ امام مسلم نے اپنے کئی شیوخ سے کم یا زیادہ احادیث روایت کی ہیں لیکن امام بخاری سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی۔ ذیل میں چند ائمہ سے مروی احادیث کی تعداد کا تذکرہ کیا جا رہا ہے:

۱۔ صاحبِ 'السنن' امام دارمی امام مسلم کے شیخ ہیں۔ امام مسلم نے امام دارمی کی سند کے ساتھ 'الصحیح' میں ۷۳ احادیث روایت کی ہیں حتی کہ امام مسلم نے امام دارمی کی سند سے اپنے 'مقدمۂ صحیح' میں بھی تین احادیث روایت کی ہیں۔

۲۔ امام مسلم نے اپنے شیخ امام ابو زکریا یحییٰ بن یحییٰ بن بکر بن عبدالرحمٰن تمیمی المِنْقَری النیسابوری سے بھی بہت سی روایات اپنی 'الصحیح' میں لی ہیں۔ 'صحیح مسلم' کی کتاب الإیمان، الوضوء، الصلاۃ، الرؤیا، الجنائز، الصوم، الھبۃ، الحج، النکاح، البیوع، الجھاد، الصید، الأشربۃ، اللباس، الأدب، إماطۃ الأذی، العلم اور اس کے علاوہ بھی بہت سی کتب اور ابواب میں امام مسلم نے ان سے کثیر روایات لی ہیں۔[1]

۳۔ امام مسلم نے اپنے شیخ امام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسلمہ بن قَعْنَب الحارثی القَعْنَبی سے اپنی 'الصحیح' میں ستر (۷۰) احادیث روایت کی ہیں۔ یہ احادیث 'صحیح

(۱) ابن منجویہ، رجال مسلم، ۲: ۳۵۳، ۳۵۴

مسلمؒ کی کتاب الوضوء، کتاب الصلاۃ، کتاب الحج، کتاب الصوم، کتاب الزکاۃ، کتاب النکاح، کتاب الجہاد، کتاب الأطعمۃ، کتاب القدرۃ اور دیگر کتب میں درج ہیں۔

امام قعنبی کا علم الحدیث میں بہت بلند درجہ تھا۔ امام ذہبی نے 'صحیح مسلم' میں مروی ان کی ایک حدیث کو درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

هو من أعلى شيء في صحيحه. (۱)

''یہ 'صحیح مسلم' کی اعلیٰ ترین مرویات میں سے ہے۔''

ایک طرف یہ حال ہے اور دوسری طرف امام مسلم کا دیگر اجل محدّثین سے حدیث روایت کرنے کا حال بھی ملاحظہ فرمائیں۔ امام مسلم کے ایک شیخ ہیں امام ابو زُرعہ الرازی۔ یہ امام بخاری اور امام ترمذی کے بھی شیخ ہیں لیکن ان کا امام مسلم کے ساتھ خصوصی تعلق تھا۔ خطیب بغدادی، امام ابنِ عساکر، ابنِ نقطہ، ابن الصلاح اور امام نووی و دیگر ائمہ نے امام احمد بن سلمہ سے روایت درج کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

رأيت أبا زرعة وأبا حاتم يقدّمان مسلم بن الحجاج في معرفة الصحيح على مشايخ عصرهما. (۲)

''میں نے امام ابو زُرعہ اور امام ابو حاتم کو دیکھا کہ وہ امام مسلم بن الحجاج کو اپنے زمانہ کے مشائخ کی صحت و ثقاہت سے آگاہ کرتے۔''

(۱) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۰: ۲۶۴

(۲) ۱۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۱۳: ۱۰۱

۲۔ ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۵۸: ۹۰

۳۔ ابن نقطه، التقييد، ۱: ۴۴۷

۴۔ ابن الصلاح، صيانة صحيح مسلم، ۱: ۶۱

۵۔ نووی، تهذيب الأسماء واللغات، ۲: ۳۹۷

حتی کہ امام نووی، امام ابن الصلاح اور دیگر ائمہِ حدیث نے بیان کیا ہے کہ حافظِ حدیث امام مکی بن عبدان نیشاپوری نے امام مسلم کو خود فرماتے ہوئے سنا:

عرضت كتابي هذا (الجامع الصحيح) على أبي زرعة الرازي، فكل ما أشار أن له علّة تركته وكل ما قال إنّه صحيح وليس له علّة خرّجته. (۱)

''میں نے اپنی یہ کتاب -'الجامع الصحیح' - ابوزرعہ الرازی کی خدمت میں پیش کی۔ پس جس جس روایت پر انہوں نے اشارہ کیا کہ اس میں علت ہے تو میں نے اسے ترک کر دیا، اور جس جس روایت پر انہوں نے کہا کہ یہ صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں تو میں نے اس کو اپنی صحیح میں بیان کر دیا۔''

امام ابن الصلاح نے معروف 'مقدمہ حدیث' میں ایک روایت بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:

إسناده جيد حدّث به مسلم بحضرة أبي زرعة. (۲)

''اس کی سند جید ہے امام مسلم نے امام ابو زُرعہ کی خدمت میں رہ کر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔''

ابن الصلاح نے امام مسلم کے ہاں امام ابو زرعہ کے بلند مرتبہ علمی کی تائید بھی کی ہے یعنی امام مسلم نے اُن سے کثیر استفادہ کیا مگر ان سے روایت صرف ایک حدیث

(۱) ۱۔ نووی، شرح النووی علي صحيح مسلم، ۱: ۱۵، ۲۶
۲۔ ابن الصلاح، صيانة صحيح مسلم، ۱: ۶۷، ۱۰۰
۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۲: ۵۶۸
۴۔ عسقلانی، هدی الساری مقدمة فتح الباری: ۳۴۷

(۲) ابن الصلاح، علوم الحديث (المعروف مقدمه ابن الصلاح): ۲۹۹

ہی کی۔ یہ روایت امام مسلم نے کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار کے باب أکثر أهل الجنة الفقراء میں بیان کی ہے حالانکہ امام مسلم نے اِن سے علم الحدیث کے باب میں کثیر استفادہ کیا تھا۔ گویا امام مسلم نے اپنی پوری کتاب کی ثقاہت کی سند امام ابوزرعہ الرازی سے لی۔ جس شیخ پر کتاب پیش کر کے ایک ایک روایت کی توثیق کی سند لی ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ امام مسلم کو امام ابوزرعہ پر کتنا اعتماد تھا لیکن پوری 'الجامع الصحیح' میں ان سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔ اس کے برعکس چند ائمہِ حدیث کے احوال درج کئے جا چکے ہیں جن سے امام مسلم نے ۷۰، ۸۰ اور کثیر احادیث روایت کی ہیں۔ کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کر لیا جائے کہ امام ابو زرعہ، امام مسلم کے ہاں ضعیف فی الحدیث تھے؟ یا قلیل الروایت تھے؟ یا اُن کا اعتماد نہیں تھا؟ کتنی مضحکہ خیز بات لگ رہی ہے۔ پوری 'الصحیح' کی حجیت، صحت اور ثقاہت کا سرٹیفکیٹ اور اس کی ایک ایک سند پر اُن سے توثیق کروا رہے ہیں مگر خود اُن سے پوری کتاب میں ایک روایت لی ہے۔

اسی طرح امام مسلم نے اپنے دیگر شیوخ سے کثیر احادیث روایت کی ہیں مگر اپنے اجل اور اکابر شیوخ سے اتنی اقل روایتیں لی ہیں یہاں تک کہ امام بخاری جیسے امیر المؤمنین فی الحدیث کے منصب پر فائز محدّثِ اعظم سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی۔ اس سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ کسی محدّث کا دوسرے محدّث سے روایت کرنے یا نہ کرنے کے بہت سے اسباب ہوتے ہیں۔ عدمِ روایت کا سبب صرف ضعف نہیں ہوتا۔

(۵) امام مسلمؒ کی سند سے 'جامع ترمذی' میں صرف ایک روایت

امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد تینوں امام ترمذی کے شیخ ہیں۔ امام ترمذی نے علل الحدیث کے باب میں ۱۱۴ مقامات پر امام بخاری سے استفادہ کیا ہے مگر اپنی پوری کتاب میں اُن سے چند احادیث روایت کی ہیں۔ اسی طرح امام ترمذی نے امام ابوداؤد سے بھی صرف تین احادیث روایت کی ہیں جبکہ بطور شاگرد ان حضرات سے کثیر استفادہ کیا ہے۔ امام مسلم سے روایت کرنے کا یہ حال ہے کہ امام ترمذی نے اپنی پوری 'السنن' میں

امام مسلم سے صرف درج ذیل ایک حدیث روایت کی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله عليه وآله وسلم: أَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ. (۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رمضان کی خاطر شعبان کے چاند کا خیال رکھو۔‘‘

امام ترمذی، امام مسلم کے ساتھ سفروں میں بھی اکٹھے رہے ہیں۔ امام ابوعبد اللہ الحاتم نے اس کی توثیق کی ہے کہ امام ترمذی نے امام مسلم کے ساتھ سفروں میں بھی مصاحبت کی ہے۔ وہ اس دوران ان سے سماع کرتے اور ان کی خدمت کرتے تھے۔ ان کے اور امام مسلم کے درمیان قوی علاقہ اور محبت کا تعلق تھا حتی کہ امام ترمذی اس بات کو بیان کرتے ہوئے اپنے اہلِ زمانہ اور ہم عصروں پر فخر و مباہات فرماتے تھے کہ میں نے امام مسلم کے ساتھ سفر میں اُن کی سنگت اختیار کی ہے۔ (۲) یعنی امام ترمذی، امام مسلم کے صرف شاگرد ہی نہیں بلکہ اتنا قرب اور تعلق تھا لیکن ہزارہا احادیث میں ان سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔

’جامع ترمذی‘ میں بعض ثقہ رُواۃ سے مروی اَحادیث کی تعداد

امام ترمذی نے اپنے دیگر شیوخ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں حتی کہ وہ شیوخ جن کا ذکر ضعفاء کے درجہ میں آتا ہے اُن سے بھی کتنی احادیث روایت کی ہیں اور ادھر امام مسلم سے صرف ایک اور امام ابوداؤد سے تین روایتیں لی ہیں۔ امام ترمذی کی دوسرے شیوخ سے مروی احادیث کی تعداد حسبِ ذیل ہے:

(۱) ترمذی، الجامع الصحيح، كتاب الصوم، باب ما جاء في إحصاء هلال شعبان لرمضان، ۳: ۷۱، رقم: ۶۸۷

(۲) ابن عبد الهادی، مختصر طبقات علماء الحديث، ۲: ۳۹۰

امام ترمذی نے قتیبہ بن سعید سے ۶۱۹، محمد بن بَشار بُندار سے ۴۹۵، محمود بن غیلان المروزی سے ۳۴۲ اور ہناد بن السری التمیمی الدارمی سے ۲۸۶ احادیث روایت کی ہیں۔ اسی طرح محمد بن یحییٰ العدنی سے ۱۸۱، محمد بن علاء الہمدانی سے ۱۹۳، علی بن حجر السعدی سے ۱۷۳، عبد الحمید بن حمید الکشی الانصاری سے ۱۵۸ اور احمد بن منیع البغوی سے ۲۵۷ احادیث روایت کی ہیں۔ اِن نوشیوخ سے امام ترمذی نے تقریباً ۲۷۰۴ احادیث روایت کی ہیں یعنی 'سنن ترمذی' کا نصف سے زائد حجم صرف اِن نوشیوخ کی روایات سے بھرا پڑا ہے۔

سنن ترمذی میں بعض ضعیف رُواۃ سے مروی احادیث کی تعداد

اب ذیل میں ہم امام ترمذی کے اُن شیوخ کا ذکر کرتے ہیں جن کو ائمہ جرح و تعدیل نے ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ اُن سے امام ترمذی نے جو احادیث 'السنن' میں روایت کی ہیں وہ تعداد بھی امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد سے مروی احادیث سے بڑھ کر ہے۔ کیا کسی محدّث سے روایت کر لینے سے اُس کی ثقاہت بڑھ جاتی ہے اور کسی سے روایت نہ کرنے سے ثقاہت کم ہو جاتی ہے؟ اگر اس کو اصول بنا لیا جائے تو سنن ترمذی کے اس موازنہ میں معترض کیا کہے گا؟

امام ترمذی نے محمد بن حیان الرازی سے ۲۷ احادیث روایت کی ہیں۔ ان کے بارے میں امام ابو زرعہ الرازی اور ابن خراش کا قول ہے: یکذب (یہ جھوٹ بولتا ہے)۔

امام ترمذی نے محمد بن یزید العَجلی سے ۱۵ احادیث روایت کی ہیں۔ ان کے بارے ائمہ جرح وتعدیل کا قول ہے: لیس بالقوی (یہ روایت میں قوی نہیں ہے)۔

امام ترمذی نے سفیان بن وکیع بن الجراح سے ۶۵ احادیث روایت کی ہیں۔ ان کے بارے ائمہ جرح و تعدیل کا قول ہے: متروک الحدیث (ان سے مروی حدیث کو ترک کیا جائے گا۔)

اسی طرح انہوں نے عمر بن اسماعیل الہمدانی سے ۵ احادیث روایت کی ہیں۔ یہ بھی متروک الحدیث ہے۔

الغرض امام ترمذی کے وہ شیوخ جو ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک سب سے اونچے درجے کے ہیں، وہ امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام دارمی اور امام ابوزُرعہ ہیں، ان پانچوں چوٹی کے ائمہ کی کل مرویات کو جمع کر لیں تو ان کی کل تعداد سے اُن شیوخ کی مرویات کی تعداد زیادہ بنتی ہیں جو صرف ضعفا ہیں۔ امام ترمذی نے جو ان سے احادیث لی ہیں صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے دیگر ذرائع سے ان کی ثقاہت پر اعتماد کر کے لی ہوں گی۔ حتی کہ امام ترمذی نے اپنے تین شیوخ جو متروکین ہیں یعنی سفیان بن وکیع بن الجراح، عمر بن اسماعیل الہمدانی اور علاء بن مسلمہ الرواس سے کل ۱۷۱ احادیث اپنی 'السنن' میں روایت کی ہیں اور یہ تعداد امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام ابوزرعہ جیسے اجل اور اوثق ائمہ کی کل روایات کے برابر بھی نہیں بنتی۔

اگر یہ معیار بنا لیا جائے کہ فلاں محدّث نے فلاں سے روایت نہیں کیا جیسا کہ امام بخاری نے امامِ اعظم سے روایت نہیں کیا لہٰذا وہ حدیث میں ثقہ نہیں تھے یا اُن کے نزدیک ضعیف فی الحدیث تھے تو یہ سارا اعتراض علم الحدیث، علم الرجال، اسماء الرواۃ سے مکمل ناواقفیت اور جہالت کے باعث ہے۔ اگر کوئی شخص ائمہِ حدیث و رواۃِ حدیث کی بحث اور اُن کی کتابوں میں مختلف مرویات کو پڑھے اور ان کا موازنہ کرے تو یہ بات اظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ عدمِ اخذِ حدیث کے ہزاروں اسباب ہو سکتے ہیں صرف ضعف فی الحدیث واحد سبب نہیں ہے کہ اس کا الزام لگا دیا جائے۔

(۶) امام بخاریؒ کی سند سے 'سنن نسائی' میں صرف ایک روایت

ائمہِ صحاح ستّہ میں سے امام نسائی بھی امام بخاری کے شاگرد ہیں لیکن امام قسطلانی کے بقول انہوں نے بھی اپنی 'السنن' میں امام بخاری سے روایت نہیں کیا۔ امام

قسطلانی فرماتے ہیں:

والأصحّ أنه لم يرو عنه شيئًا. (۱)

''صحیح ترین یہی ہے کہ امام نسائی نے ان سے روایت نہیں کیا۔''

ہماری تحقیق کے مطابق امام نسائی نے اپنی 'السنن' میں امام بخاری سے صرف ایک حدیث **كتاب الصوم** کے **باب الفضل والجود في شهر رمضان** (۴: ۱۲۵، رقم: ۲۰۹۶) میں روایت کی ہے۔

(۷) امام احمدؒ نے سلسلۃ الذھب کے طریق سے صرف ایک روایت لی

امام احمد بن حنبل، امام شافعی کے شاگرد ہیں اور انہوں نے امام شافعی سے امام مالک کی موطأ کو براہِ راست سماع بھی کیا مگر اُن سے سلسلۃ الذھب کے طریق پر صرف ایک ہی روایت لی باقی کسی طریق سے کوئی روایت اپنی 'المسند' میں درج نہیں کی۔

۱۔ امام ابو یعلی خلیل بن عبد اللہ خلیلی (متوفی ۴۴۶ھ) اپنی کتاب 'الإرشاد' میں روایت کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

سمعت الموطأ من بضعة عشر نفساً من حفّاظ أصحاب مالك فأعدته على الشافعي لأني وجدته أقومهم به. (۲)

''میں نے موطأ کا امام مالک کے دس سے زائد حفاظِ حدیث سے سماع کیا اور دو بار میں نے امام شافعی سے سماع کیا کیونکہ میں نے انہیں باقی محدّثین سے زیادہ پختہ دیکھا۔''

(۱) قسطلانی، ارشاد السّاری لشرح صحیح البخاری، ۱: ۳۳

(۲) ۱۔ ابو یعلي خلیلی، الإرشاد فی معرفة علماء الحدیث، ۱: ۲۳۱، رقم: ۶۱
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۹: ۲۷ (ترجمة الإمام الشافعي)

۲۔ امام احمد بن حنبل سے ذرا مختلف الفاظ امام ذہبی، امام عسقلانی اور امام سیوطی نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیے ہیں:

سمعت الموطأ من الشافعي لأني رأيته فيه ثبتاً وقد سمعته من جماعة قبله.(۱)

''میں نے امام شافعی سے موطأ امام مالک کی سماعت کی کیونکہ میں نے انہیں اس میں پختہ دیکھا حالانکہ میں اسے ان سے قبل (محدّثین کی) ایک جماعت سے سن چکا تھا۔''

۳۔ امام ابوسعید علائی اور دیگر نے امام احمد کی سب اسانید سے أجل الأسانید بھی امام شافعی کے طریق سے قرار دی ہے، جو درج ذیل ہے:

رواية الإمام أحمد بن حنبل عن الشافعي عن مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ.(۲)

۴۔ امام سبکی نے اسی سند سے ایک حدیث روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ مالک عن نافع عن ابن عمر کے طریق کو ''سلسلة الذهب'' کہا گیا ہے۔ آگے لکھتے ہیں:

فقل إذا شئت في أحمد عن الشافعي عن مالک عن نافع عن ابن عمر والمزني عن الشافعي هكذا.(۳)

''پھر اگر تُو چاہے تو امام احمد کا امام شافعی سے روایت کرنا، ان کا امام مالک

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۰: ۵۹ (ترجمة الإمام الشافعي)
۲۔ عسقلانی، النكت على كتاب ابن الصلاح، ۱: ۱۲۲
۳۔ سیوطی، تدريب الراوی، ۱: ۸۰
(۲) عسقلانی، النكت على كتاب ابن الصلاح، ۱: ۱۲۴
(۳) سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۲: ۶۳

سے، ان کا نافع سے اور ان کا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے، اسی طرح مزنی کا امام شافعی کے طریق سے روایت کرنے کو بھی سلسلۃ الذھب میں شمار کرسکتا ہے۔''

گویا امام مالک کا جو حضرت نافع اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کا سلسلۃ الذھب ہے یہی سلسلۃ الذھب امام احمد بن حنبل کا امام شافعی کے طریق پر امام مالک کے ذریعے سے قائم ہوتا ہے۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں جدید تحقیق کے مطابق **چھبیس ہزار تین سو تریسٹھ (۲۶,۳۶۳)** کے قریب احادیثِ مبارکہ جمع کی ہیں، ان میں سے اپنے شیخِ اکبر امام شافعی سے کل نو (۹) احادیث روایت کی ہیں اور اس سلسلۃ الذھب سے آپ نے اپنی مسند میں ان نو احادیث میں سے بھی صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد نے اس سلسلۃ الذھب کے اعلیٰ ترین طریق سے صرف ایک حدیث کو چھبیس ہزار حدیثوں میں سے ایک مقام (جلد: ۲، صفحہ: ۱۰۸) پر روایت کیا ہے باقی اور کسی جگہ بھی اس طریق سے روایت نہیں کیا۔

کیا اس سے کوئی نادان معاذ اللہ یہ نتیجہ اخذ کرے گا کہ آپ نے اس اعلیٰ ترین سند کو نہیں مانا، یہ خیال کرنا جہالت، علم حدیث اور ائمہ کی کتب سے عدمِ واقفیت کے باعث ہے۔

خلاصۂ بحث

خلاصتاً اس بحث کو یوں سمیٹا جا سکتا ہے چونکہ امام بخاری کی امامِ اعظم سے براہِ راست ملاقات نہیں ہوسکی لہٰذا مختلف ذرائع سے ان تک امامِ اعظم پر اِرجاء کا جھوٹا الزام یا تہمت کی شہرت زیادہ پہنچی تو انہوں نے آپ سے روایتِ حدیث ترک کر دی۔ یہ اسی طرح ہے جیسے خود امام بخاری کے شیخ امام محمد بن یحییٰ الذھلی تک امام بخاری کے خلقِ قرآن کے عقیدہ کا الزام شہرت کے طریق سے پہنچا تو انہوں نے ان کے خلاف فتویٰ دیدیا اور

ان کے درمیان شدید نزاع ہو گیا۔ جس طرح یہ الزام امام بخاری پر لگا اور جن تک یہ الزام یا تہمت پہنچی اور براہِ راست اس کی صفائی کا موقع ان کو اُن کے ذریعہ سے نہیں مل سکا تو انہوں نے بھی اُن سے حدیث روایت کرنا ترک کر دی یا اُن سے قطع ترک کر لیا یا ان کے خلاف اپنا قول دیا۔ امامِ اعظم سے امام بخاری کا زمانہ بعد کا ہے، ملاقات بھی نہیں ہوئی ان کے خلاف حاسدین اور مخالفین نے مرجئہ کی تہمت کثرت کے ساتھ لگائی اور اس کو پھیلایا اب بدقسمتی سے امام بخاری تک یہ ساری تہمت پہنچی مگر اس کا ردّ اتنی کثرت سے براہِ راست اُن تک نہیں پہنچ سکا لہٰذا انہوں نے امام اعظم سے روایتِ حدیث ترک کر دی۔ لیکن اس سے ہرگز بھی یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کرنا چاہئے کہ امام بخاری کے نزدیک امامِ اعظم ضعیف تھے اس لئے اُن سے روایت نہ کیا۔ یہ نتیجہ درحقیقت علم الحدیث اور علم الرجال سے ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ عدمِ روایت کا سبب ایمان کی تعریف سے متعلق علمی اِختلاف ہے

ہم نے اسی کتاب کے پہلے باب - امامِ اعظم رضی اللہ عنہ امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں - میں بیان کیا ہے کہ امام بخاری چھ واسطوں سے علمِ حدیث میں امامِ اعظم کے پوتے شاگرد ہیں اور چھ واسطوں سے ہی امامِ اعظم کے پڑپوتے شاگرد ہیں۔ جب امام بخاری امام اعظم کے اجل محدّث شاگردوں کی نسبت سے آپ کے شاگرد بنتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ امام بخاری نے اپنے شیخ الشیوخ سے روایت نہیں لی؟ اس سلسلے میں ہم پورے فکری تعمق اور تحقیقی گہرائی میں اترنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ امام بخاری کے نزدیک امامِ اعظم سے حدیث نہ لینے کا سبب ان کا غیر ثقہ، ضعیف یا قلیل الحدیث ہونا نہیں بلکہ ایک علمی اختلاف کی وجہ سے تھا جس پر دونوں ائمہ کا موقف اپنی اپنی جگہ پر بے لچک تھا۔

امامِ اعظم اور امام بخاری کے درمیان علمی اختلاف 'ایمان' کی تعریف پر تھا، امامِ

اعظم تصدیقِ قلبی اور زبانی اقرار کو فی نفسہٖ ایمان کا نام دیتے ہیں اور اس میں عمل کو شامل نہیں کرتے جبکہ امام بخاری ایمان کی تعریف میں قول و عمل دونوں کو شامل کرتے تھے۔ ذیل میں دونوں اکابر کے ان خیالات و عقائد کو مستند کتب کے حوالہ جات کی مدد سے فرداً فرداً پیش کیا جا رہا ہے۔

(۱) امام بخاریؒ کے مطابق ایمان قول و فعل کا نام ہے

امام بخاری ایمان کی تعریف میں ''قول اور عمل'' دونوں کو شامل کرتے ہیں۔

۱۔ امام بخاری نے بذاتِ خود اپنی 'الصحیح' میں کتاب الایمان کے پہلے باب کا آغاز کرتے ہوئے ایمان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

وھو قول و فعل. (۱)

''ایمان قول اور فعل کا نام ہے۔''

۲۔ امام محمد بن نعیم سے روایت ہے کہ جس دور میں تعریفِ ایمان پر علماء کے درمیان بحث و تمحیص جاری تھی، میں نے امام بخاری سے ایمان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

قول وعمل. (۲)

''ایمان قول اور عمل کا نام ہے۔''

اِن اقوال کے مطابق امام بخاری ایمان کا اطلاق قول اور عمل دونوں پر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک فقط زبان سے ایمان کا اقرار کرنا ایمان نہیں بلکہ ایمان اسی وقت

(۱) بخاری، الصحیح، ۱: ۱۱

(۲) ۱۔ عسقلانی، هدی الساری مقدمة فتح الباری: ۴۹۱

۲۔ أیضاً، تهذیب التهذیب، ۹: ۴۵

کہلائے گا جب اس کے ساتھ عمل بھی ہو گا۔ جب کوئی دائرۂ اسلام میں داخل ہونے والا شخص زبان پر ایمان کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ اعمالِ شریعت نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرھا پر بھی عمل کرے گا تب کہا جائے گا کہ یہ شخص مؤمن ہے۔

(۲) امامِ اعظمؒ کے مطابق ایمان تصدیقِ قلبی اور زبان سے اِقرار کا نام ہے

امامِ اعظم کے مطابق ایمان صرف دل کی تصدیق اور زبان سے اقرار کا نام ہے جسے إقرار باللسان وتصديق بالقلب کہا جاتا ہے۔ آپ فی نفسہٖ ایمان کی تعریف میں عمل کو شامل نہیں کرتے، ہاں ایمان کی تکمیل کے لئے عمل کو ضرور واجب قرار دیتے ہیں۔

۱۔ امامِ اعظم نے اپنی کتاب 'الفقه الأكبر' میں لکھا ہے:

الإيمان هو الإقرار والتصديق.(۱)

''ایمان صرف (زبان سے) اقرار اور (دل سے) تصدیق کا نام ہے۔''

۲۔ اسی طرح امامِ اعظم نے اپنے کتابچہ 'الوصية' میں ایمان کی تعریف درج ذیل الفاظ میں بیان کی ہے:

الإيمان إقرار باللسان وتصديق بالجنان.(۲)

''ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے۔''

امامِ اعظم کی ایمان کے بارے میں بیان کردہ تعریف سے معلوم ہوا کہ امام بخاری اور آپ کے درمیان بنیادی اختلاف کا سبب تعریفِ ایمان میں ''عمل'' کو داخل کرنے اور نہ کرنے پر تھا۔ امامِ اعظم عمل کو ایمان کے اَکمل اور اَتم ہونے میں مدد و معاون

(۱) ابو حنيفة، الفقه الأكبر مع الشرح لملاّ علی قاری: ۱۴۱

(۲) ابو حنيفة، الوصية (مجموعة الكتب للشيخ زاهد الكوثری): ۶۳۵

سمجھتے ہیں اور اسے نفسِ ایمان کا جزو نہیں سمجھتے جبکہ امام بخاری عمل کو ایمان کا ہی حصہ قرار دیتے ہیں۔

۳۔ امام بخاریؒ کا قول: ’’میں نے اپنے عقیدہ کے خلاف کسی سے روایت قبول نہیں کی‘‘

ایمان کی تعریف پر یہی بنیادی علمی اور اعتقادی اختلاف تھا جس کی وجہ سے امام بخاری نے امامِ اعظم کے طریق سے حدیث روایت نہیں کی۔ اس کی وضاحت خود امام بخاری کے اپنے اقوال سے ہوتی ہے:

۱۔ امام حسین بن محمد بن وضّاح اور مکی بن خلف بن عفان سے روایت ہے کہ ہم نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے ہوئے سنا:

كتبت عن ألف نفرٍ من العلماء وزيادة ولم أكتب إلا عمّن قال: الإيمان قول وعمل، ولم أكتب عمّن قال: الإيمان قول.(۱)

’’میں نے ایک ہزار سے زیادہ علماء سے احادیث لکھی ہیں اور میں نے صرف اس محدّث سے حدیث لکھی جس نے کہا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے، اور اس سے حدیث نہیں لکھی جس نے کہا کہ ایمان قول کا نام ہے۔‘‘

۲۔ امام محمد بن ابی حاتم سے روایت ہے کہ امام بخاری نے فرمایا:

كتبت عن ألف وثلاثين نفساً، ليس فيهم إلا صاحب حديث، وقال: لم أكتب إلا عمّن قال: أن الإيمان قول وعمل.(۲)

(۱) لالكائي، شرح أصول إعتقاد أهل السنة، ۲: ۸

(۲) ۱۔ قسطلاني، ارشاد الساري شرح صحيح البخاري، ۱: ۳۲

۲۔ عسقلاني، هدى الساري مقدمة فتح الباري: ۴۷۹

’’میں نے بذاتِ خود ایک ہزار تیس (۱۰۳۰) اشخاص سے حدیث کو نقل کیا ہے ان میں سے ہر ایک محدّث تھا، اور امام بخاری نے کہا: میں نے حدیث کو صرف اسی محدّث سے نقل کیا جس نے کہا کہ بے شک ایمان قول اور عمل کا نام ہے۔‘‘

۴۔ امام بخاریؒ نے امامِ اعظمؒ پر ضعیف الحدیث ہونے کا اِلزام نہیں لگایا

امام بخاری کے عقیدہ اور مسلک کے مطابق ایمان قول اور عمل دونوں کا نام ہے لہٰذا انہوں نے حدیث روایت کرنے میں بھی اپنے اسی عقیدہ کا التزام کیا اور صرف ان محدّثین سے احادیث روایت کیں جو قول اور عمل دونوں کو تعریفِ ایمان میں شامل کرتے۔ اسی علمی اختلاف کے باعث انہوں نے ایمان کی تعریف میں عمل کو شامل نہ کرنے والوں سے احادیث نہ لیں جن میں امام صاحب کا نام بھی آتا ہے۔ اس علمی اختلاف کو امام بخاری کا خود نقل کرنا ان کی ایمانداری، دیانت داری، تقویٰ، صداقت وامانت اور عدالت پر دلالت کرتا ہے نیز اپنے اس بیان سے انہوں نے امامِ اعظم کے مخالفین پر یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ وہ امامِ اعظم کو قطعاً غیر ثقہ اور ضعیف نہیں سمجھتے۔

۵۔ امامِ اعظمؒ پر مرجئہ کے الزام کی حقیقت

قرونِ اولیٰ میں ایمان کو ’اِقرار باللسان وتصدیق بالقلب‘ کہنے کا عقیدہ ایک باطل فرقہ مرجئہ کی ایک شاخ کا بھی تھا۔ لہٰذا جو شخص اپنا یہ عقیدہ رکھتا کہ ایمان اقرارِ لسانی اور تصدیقِ قلبی کا نام ہے اور عمل اس کی تکمیل کے لئے لازمی ہے، اسے مرجیٔ کہہ کر نظر انداز کر دیا جاتا اسی صورت حال کا سامنا امامِ اعظم کو کرنا پڑا جبکہ آپ کا اس باطل فرقہ سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ امام بخاری نے امامِ اعظم کے بارے میں ان کے ترجمہ میں لکھا:

كان مرجئاً سكتوا عنه وعن رأيه وعن حديثه.(۱)

’’وہ مرجئہ تھے، محدّثین نے ان سے روایت کرنے میں، ان کی رائے لینے سے اور ان کی حدیث لینے میں سکوت اختیار کیا ہے۔‘‘

امامِ اعظم پر مرجئہ کا الزام لگانے کی ابتداء خوارج، قدریہ اور معتزلہ جیسے باطل فرقوں نے کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ امامِ اعظم نے دورِ اوّل میں پھوٹنے والے ان باطل فرقوں کی شدید مخالفت کی کیونکہ یہ تمام فرقے ایسے باطل عقائد و نظریات عوام الناس میں پھیلانے میں کوشاں تھے جن کا اسلام میں سرے سے ہی کوئی وجود نہ تھا۔

۱۔ عقیدۂ قدریہ کے حامل انسان کے فعل کو مکمل طور پر انسان کے ارادہ کے تحت سمجھتے تھے اور اس میں ارادۂ الٰہی کے دخل کو جائز نہ سمجھتے تھے اور وہ اپنے اس عقیدہ کا پرچار بھی کرتے جس کی وجہ سے امامِ اعظم نے ان کی شدید مخالفت کی۔

۲۔ معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب غیر مومن ہے لہٰذا وہ مرنے کے بعد ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ جو شخص بھی ان کے اس نظریہ کی مخالفت کرتا وہ اس پر مرجئہ کا اطلاق کرتے۔

۳۔ خوارج کا عقیدہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور اس کا خون و اموال دوسروں پر حلال ہیں ان کے نزدیک بھی ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

۴۔ چوتھا باطل فرقہ مرجئہ کا تھا جنہوں نے خوارج کے بالکل برعکس عقیدہ اپنایا۔ انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ ایمانِ کامل اقرارِ لسانی اور تصدیق قلبی کا نام ہے لہٰذا عمل کی اس میں ضرورت ہی نہیں، اور بعض نے ان میں سے یہاں تک کہا کہ ایمان صرف قلبی اعتقاد کا نام ہے اگرچہ اعلانیہ زبان سے کفر کا اقرار کرتا پھرے، بتوں کو پوجتا رہے یا دار الاسلام میں یہودیوں اور عیسائیوں سے ملا رہے اور صلیب و تثلیث کو پوجے، اس کے

(۱) بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۸۱

اعمال جیسے بھی ہوں وہ مرتے وقت کامل حالت ایمان میں ہی مرے گا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ حالتِ ایمان میں سرزد ہونے والا گناہ کوئی نقصان نہیں پہنچاتا جیسا کہ کفر کی حالت میں اطاعتِ الٰہی کافروں کو کوئی نفع نہیں دیتی۔(۱)

امامِ اعظم ان سب باطل عقائد سے جدا تھے انہوں نے کبھی بھی ان عقائدِ باطلہ سے تعلق نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ ان کی سرکوبی کے لئے کام کرتے رہے۔ امام صاحب کے الفاظ میں ان کا عقیدہ ملاحظہ کریں، آپ نے فرمایا:

لا نقول: إن المؤمن لا تضرّه الذنوب، ولا نقول: إنه لا يدخل النار، ولا نقول: إنه يخلد فيها، وإن كان فاسقاً بعد أن يخرج من الدنيا مؤمناً، ولا نقول: إن حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة.

ولكن نقول: مَن عمل حسنة بجميع شرائطها خالية عن العيوب المُفسِدة والمعاني المبطلة ولم يبطلها بالكفر والردّة حتى خرج من الدنيا مؤمناً فإن الله تعالى لا يضيعها، بل يقبلها منه ويُثيبه عليها. وما كان من السيئات دون الشرک والكفر ولم يتب عنها صاحبها حتى مات مؤمناً فإنه في مشيئة الله تعالى إن شاء عذّبه بالنار، وإن شاء عفا عنه ولم يعذّبه بالنار أصلًا.(۲)

’’ہم یہ نہیں کہتے کہ مؤمن کو اس کے گناہ نقصان نہیں پہنچائیں گے، نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا (جس طرح باطل فرقے مرجئہ اور ملاحدہ وغیرہما کہتے ہیں)، اور نہ ہی (معتزلہ اور خوارج کی طرح) یہ کہتے ہیں کہ وہ

(۱) ابن حزم، الفصل فی الملل والنحل، ۴: ۱۵۴، ۱۵۵

(۲) ابو حنیفة، الفقه الأکبر مع الشرح لملاّ علی قاری: ۱۲۵۔۱۲۷

دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اگرچہ وہ فاسق ہی ہو اور دنیا سے حالتِ ایمان میں رخصت ہوا ہو، اور نہ ہم مرجئہ کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور گناہ معاف ہیں۔

’’بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص نے نیکی کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ کیا جو عیوبِ مفسدہ (ظاہری گناہ مثلاً شراب خوری، بدکاری، جھوٹ) اور معانیٔ مبطلہ (باطنی گناہ مثلاً تکبر اور ریا کاری) سے محفوظ ہوئی تو اور اس شخص نے اسے کفر اور ارتداد سے ضائع نہ کیا یہاں تک کہ دنیا سے مؤمن چلا گیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس نیکی کو ضائع نہیں کرے گا، بلکہ اس شخص سے اس نیکی کو قبول فرمائے گا اور اسے اس کا ثواب عنایت کرے گا۔ کفر و شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہوں گے جس پر اس کا عامل توبہ کیے بغیر ہی حالتِ ایمان میں مر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہوگا چاہے وہ اسے (عدل کے باعث) جہنم میں عذاب دے اور چاہے (فضل و کرم اور شفاعت کے باعث) معاف فرما دے، اور وہ اسے اصلاً عذاب کا مستحق نہیں ٹھہرائے گا (بلکہ جنت میں داخل کر دے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا)۔‘‘

اتنے صریح الفاظ میں امامِ اعظم کا عقیدہ جان لینے کے بعد اب کسی صفائی کی ضرورت نہیں رہی۔ انہوں نے اپنے الفاظ میں وضاحت کے ساتھ اہلِ سنت وجماعت حنفی مذہب کا عقیدہ بیان کر دیا ہے کہ ہمارا عقیدہ باطل فرقوں خوارج، معتزلہ اور مرجئہ کے برعکس قرآن وسنت پر قائم ہے۔ ہم نہ کسی مؤمن کو گناہِ کبیرہ کے باعث ہمیشہ جہنم کا مستحق ٹھہراتے ہیں اور نہ کافر، اور نہ ہی ہم اسے گناہوں کے مضر اور دخولِ جہنم سے بے خوف کرتے ہیں۔ بلکہ گناہوں کی وجہ سے مؤمن کی گرفت بھی ہوسکتی ہے، وہ جہنم میں داخل بھی ہوسکتا ہے اور اس کی معافی بھی ہوسکتی ہے لیکن حالتِ ایمان میں مرنے والے گناہگار مؤمن کو کافر کا ٹائٹل اور ہمیشگی جہنم کا پروانہ نہیں تھمایا جا سکتا۔

ہماری نگاہ میں امامِ اعظم کو مرجئہ کہنے کی یہی وجہ سمجھ آتی ہے کہ انہوں نے اِن سب باطل فرقوں کی اتنی شدّ و مد سے مخالفت کی جتنی اس دور میں اور کوئی امام نہ کر سکا، آپ نے اپنی خدا داد صلاحیتوں سے ان کے بخیے ادھیڑ کے رکھ دیئے جس کے نتیجہ میں ان باطل فرقوں نے اس کا بدلہ اس انداز میں لیا کہ امام صاحب پر اور آپ کے ہم خیال دوسرے ائمہ پر مرجئہ ہونے کا الزام لگا دیا۔

اسی لئے امامِ اعظم نے بصرہ کے ایک عالم عثمان البتی کو اپنی طرف منسوب مرجئہ کے نام کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھا تھا:

فما ذنب قوم تكلموا بعدل، وسماهم أهل البدع بهذا الإسم؟ ولكنهم أهل العدل وأهل السنة، وإنما هذا اسم سماهم به أهل شنآن. (۱)

''حق پر بولنے والی قوم کا یہی تو گناہ ہوتا ہے کہ اہلِ بدعت انہیں اس (مرجئہ کے) نام سے موسوم کر دیتے ہیں؟ حالانکہ وہ اہلِ انصاف اور اہلِ سنت ہوتے ہیں، اُنہیں اس نام سے صرف کم ظرف لوگ ہی منسوب کرتے ہیں۔''

امام صاحب کے اسی قول کی تائید امام شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف 'الملل والنحل (۱: ۱۴۱)' میں کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

لعمري كان يقال لأبي حنيفة وأصحابه مرجئة السنّة، وعدّه كثير من أصحاب المقالات من جملة المرجئة، ولعلّ السبب فيه أنه لما كان يقول: الإيمان هو التصديق بالقلب وهو لا يزيد ولا ينقص، ظنّوا أنّه يؤخّر العمل عن الإيمان، والرجل مع تخريجه

(۱) أبوحنيفة، الرسالة إلي عثمان البتي: ۶۳۲ (مجموعة كتب شيخ الفقيه زاهد الكوثري)

فی العمل کیف یفتي بترک العمل، وله سبب آخر وهو أنه کان یخالف القدریة والمعتزلة الذین ظهروا فی الصدر الأول، والمعتزلة کانوا یلقّبون کلّ من خالفهم فی القدر مرجئاً وکذلک الوعیدیّة من الخوارج، فلا یبعد أن اللقب إنما لزمه من فریقی: المعتزلة والخوارج. واللہ أعلم.

’’مجھے اپنی عمر (عطا کرنے والے) کی قسم! امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو مرجئۃ السنۃ کہا جاتا تھا اور بہت سے کہنے والوں نے جمیع مرجئہ میں ان کو بھی شامل کیا ہے اور اس کا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: ایمان تصدیقِ قلبی کا نام ہے اور یہ گھٹتا بڑھتا نہیں، ان پر الزام لگانے والوں نے گمان کیا کہ وہ عمل کو مؤخر کرتے ہیں، حالانکہ ایسا شخص جو شریعت پر عمل پیرا ہو کیسے ترکِ عمل کا فتویٰ دے سکتا ہے؟ ہاں (ان کو مرجئہ کہنے کا) ایک دوسرا سبب یہ ہوسکتا ہے چونکہ وہ دورِ اوّل میں نمودار ہونے والے فتنوں قدریہ اور معتزلہ کی مخالفت کیا کرتے تھے اور معتزلہ تقدیر میں اپنے ہر مخالف شخص کو مرجئہ کا لقب دیتے تھے اور یہی رویہ خوارج کا تھا، پس اس صورت حال میں، یہ امر بعید نہیں کہ انہیں یہ (مرجئہ کا) لقب فریقین معتزلہ اور خوارج کی طرف سے بدنیتی اور حسد کی وجہ سے دیا گیا ہو۔ واللہ أعلم۔‘‘

گزشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ امام صاحب کا عقیدہ مرجئہ کے بالکل برعکس اور اس حقیقت کا غماز تھا کہ عمل فی نفسہٖ ایمان کی تعریف میں شامل نہیں لیکن اس کے بغیر ایمان ناقص اور ادھورا ہے۔ اس کے باوجود امتِ مسلمہ کی شومئ قسمت دیکھیے کہ امامِ اعظم کے خلاف پھیلائے ہوئے باطل قوتوں کے اس جال میں پھنس کر اکثر ائمہ نے اپنی کتابوں میں امامِ اعظم کو مرجئہ لکھ ڈالا۔

امامِ اعظم کے علاوہ کئی اکابر تابعین اور تبع تابعین کو بھی انہیں فتنوں کے سبب مرجئہ میں شمار کیا گیا ہے۔ جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب ۲۔ حضرت سعید بن جبیر

۳۔ عمرو بن مرہ ۴۔ محارب بن دِثار

۵۔ مقاتل بن سلیمان ۶۔ حماد بن ابی سلیمان

۷۔ قدید بن جعفر رضی اللہ عنہم وغیرہم

ان میں سے ہر امام کو صرف اس جرم کی پاداش میں مرجئہ کہا گیا کہ انہوں نے خوارج کے عکس اصحابِ کبار کو مومن قرار دیا اور معتزلہ کی طرف سے ان پر ہمیشہ جہنم میں رہنے کے دعویٰ باطل کی دلائل بیّن کے ساتھ تردید کی۔ جبکہ امامِ اعظم اور یہ سب ائمہ نہ صرف مرجئہ ہونے کے اس الزام سے بری تھے بلکہ وہ سب تقویٰ و طہارت اور اطاعت واتباعِ شریعت کے بلندترین مقام پر فائز تھے۔

علامہ سید محمد مرتضٰی الزبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے امامِ اعظم کا ارجاء کے الزام سے بری الذمہ ہونے پر یوں تبصرہ کیا ہے:

وأما نسبة الإرجاء إليه فغير صحيح فإن أصحاب الإمام كلهم على خلاف رأى أصحاب الإرجاء. فلو كان أبو حنيفة مرجئاً لكان أصحابه على رأيه وهم الآن موجودون على خلاف ذلك، وإذا أجمع الناس على أمر وخالفهم واحد أو اثنان لم يلتفت إلى قوله ولم يصدق في دعواه حتى إن الصلاة عند أبي حنيفة خلف المرجئة لا تجوز. ومن أجمع الأمة على أنه أحد الأئمة الأربعة المجمع عليهم لا يقدح فيه قول من لا يعرفه إلا بعض

المحدّثين.(۱)

’’امامِ اعظم کی طرف اِرجاء کی نسبت صحیح نہیں کیونکہ امام صاحب کے تمام اصحاب، اِرجاء کے اصحاب کی رائے کے خلاف ہیں۔ اگر امام ابوحنیفہ مرجئہ ہوتے تو ان کے شاگرد بھی ان ہی کی رائے پر ہوتے حالانکہ وہ ابھی تک اس کے خلاف موجود ہیں، جب سب لوگ کسی امر پر متفق ہوں اور کوئی ایک یا دو اشخاص ان کی مخالفت کریں تو اس کے قول کی طرف دھیان نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی اس کے دعویٰ کی تصدیق کی جائے گی، (یہ مرجئہ کے ساتھ اختلاف ہی کی وجہ سے ہے کہ) امام ابو حنیفہ کے نزدیک مرجئہ کے پیچھے نماز تک بھی جائز نہیں ہے۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ امام صاحب ان چار ائمہ میں سے ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے لہٰذا آپ کے بارے میں اس شخص کا قول قادح نہیں ہوگا جس کو صرف بعض محدّثین جانتے ہوں۔‘‘

امامِ اعظم کو سب سے زیادہ طعن و تشنیع کا اس لئے بھی نشانہ بنایا گیا کیونکہ آپ معتزلی، خوارجی اور قدریوں سے مناظروں کے دوران اپنی خدا داد صلاحیتوں سے نا صرف انکے دلائل و عقائد کی دھجیاں بکھیر دیتے تھے بلکہ انہیں لاجواب بھی کر دیتے تھے۔ اس کا جواب انہوں نے یوں دیا کہ آپ پر مرجئہ کا الزام لگا دیا۔ امامِ اعظم پر ارجاء کا الزام انہوں نے اس قدر عام کر دیا کہ نشہ میں دھت راہ چلتا شخص بھی، جو عمل سے بالکل خالی ہوتا، آپ کو مرجئی کہہ کر مخاطب ہوتا۔

امام ہبۃ اللہ لالکائی (متوفی ۴۱۸ھ) اسی قسم کی ایک روایت بیان کرتے ہیں:

مرَّ أبو حنيفة بسكران، فقال له: يا أباحنيفة! يا مرجئيّ! فقال له أبو حنيفة: صدقت! الذنب مني، جئت سمّيتک مؤمنا مستكمل

(۱) مرتضى الزبيدى، عقود الجواهر المنيفة، ۱: ۱۵

الإيمان. (۱)

''امام ابوحنیفہ نشہ کی حالت میں مدہوش ایک شخص کے پاس سے گزرے تو اس نے آپ سے کہا: اے ابوحنیفہ! اے مرجئ! امام ابوحنیفہ نے اس سے کہا: تو سچ کہتا ہے، گناہ میرا ہے کہ میں نے تجھے ''مومن'' ایمان کو درجۂ کمال تک پہنچانے والے کا نام دیا۔''

اس روایت میں امامِ اعظم نے انتہائی خوبصورتی سے اپنے اوپر مرجئ ہونے کا الزام رد کرنے کے ساتھ ساتھ اس شخص کو ایمان کی حقیقت سے بھی آشنا کر دیا۔ اس شخص نے جب آپ کو باطل فرقوں کے پراپیگنڈہ میں آکر مرجئ کہہ کر پکارا تو آپ نے نہایت تحمل اور بردباری سے اس شخص کو ایک ہی نکتہ میں اشارۃً جتلا دیا کہ عقیدۂ مرجئہ کے حامل افراد شریعت پر عمل کے قطعاً مخالف ہونے کے باعث اسلامی فکر سے کنارہ کشی اختیار کر کے گمراہی کے گڑھے میں جا پڑے ہیں۔ اسی طرح گروہِ خوارج گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس کا خون مسلمان پر حلال قرار دیتے ہیں، ان دو انتہاء سوچوں کے باعث یا تو تمہیں اسی طرح نشہ جیسے حرام اور کبیرہ گناہ کی حالت میں مرجئہ کی طرح چھوڑ دیا جائے اور کوئی پوچھ گچھ نہ کی جائے کہ تمہارا ایمان اور آخرت سب کچھ برباد ہوجائے یا خوارج کی طرح کافر قرار دے کر قتل کر دیا جائے۔ اس شخص کا عقیدہ تو شاید مرجئہ کی طرح نہ ہو مگر اس کا عمل اُن کے نظریہ کی عکاسی ضرور کر رہا تھا اسی لئے امام صاحب نے اسے کہا کہ یہ میرا گناہ اور غلطی ہے کہ میں نے تم جیسے عمل سے بے بہرہ لوگوں کے لئے شریعت میں آسانی کی راہ نکالی اور تم کو مرجئ اور خارجی کہنے کی بجائے ''مومن'' ہی رہنے دیا تاکہ شاید زندگی کے کسی موڑ پر تمہاری حالت بدل جائے اور تم راہِ راست پر آجاؤ اور اسلامی احکام پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں تم بھی ایمانِ کامل کے درجہ کو پہنچ سکو۔

(۱) لالكائي، شرح أصول إعتقاد أهل السنة، ۲: ۴۶۹

عمل، ایمان کا حصہ نہیں

امامِ اعظم کا ایمان کو اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب قرار دینا درحقیقت آپ کے تدبر و تفکر اور فقہ و ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ عمل کو ایمان کا عین قرار دینے سے کسی بھی مومن پر پڑنے والے زائد بوجھ کو انہوں نے ایمان کی تکمیل کہہ کر متبعینِ شریعت کی سہولت اور آسانی کے لئے امت سے ہٹا دیا جبکہ نادان اس عمل کو مرجئہ فکر کا حامی تصور کرنے لگے۔ حالانکہ امامِ اعظم کی بیان کردہ تعریف ایمان عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہے کیونکہ اگر ہم عمل کو ایمان کا جزو قرار دیں تو ایسا شخص جس نے سوائے کلمہ طیبہ پڑھنے کے کوئی اور نیک عمل نہ کیا ہو مومن نہیں رہتا لیکن اگر عملِ صالح کو بعد از قبولِ اسلام ایمان و اسلام کی تکمیل کے لئے ضروری قرار دیا جائے تو وہ شخص نہ صرف بدستور مومن رہتا ہے بلکہ کمالِ ایمان کے حصول کے لئے اعمالِ شریعت پر بھی گامزن رہتا ہے۔ امامِ اعظم نے ایمان کی تعریف میں حضور نبی اکرم ﷺ کی اُسی حکمتِ عملی کو پیشِ نظر رکھا جو آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے ہوئے ارشاد فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّکَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْکِتَابِ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَی أَنْ يَشْهَدُوْا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوْا لَکَ بِذٰلِکَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي کُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوْا لَکَ بِذٰلِکَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَی فُقَرَائِهِمْ. (۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب بعث أبی موسی ومعاذ إلی الیمن، ۴: ۱۵۸۰، رقم: ۴۰۹۰

’’تم عنقریب اہلِ کتاب کی قوم میں جاؤ گے پس جب تم ان کے پاس پہنچو تو (سب سے پہلے) انہیں کلمہ توحید و رسالت - لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ - کی گواہی دینے کی طرف بلانا، پھر اگر انہوں نے اس میں تمہاری اطاعت کرلی تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن و رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پھر اگر انہوں نے اس میں بھی تمہارا حکم مان لیا تو انہیں کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ کو فرض کیا ہے جو ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقراء کو لوٹا دی جائے گی۔‘‘

مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن میں موجود اہلِ کتاب کے دلوں میں اسلام کو راسخ کرنے کے لئے طریقِ تبلیغ کو تدریجی اصولوں سے آراستہ فرمایا تاکہ بلا رکاوٹ ان اہلِ کتاب تک اسلام پہنچ جائے اور پھر وہ بتدریج اس پر عمل پیرا ہوتے چلے جائیں۔ اگر حقیقتاً عمل، ایمان کا عین ہوتا تو آپ ﷺ شہادتِ توحید و رسالت کے ساتھ ہی نماز اور زکوٰۃ کا حکم بھی فرماتے حالانکہ آپ نے ایسا نہیں فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ امامِ اعظم نے حضور ﷺ کی اس سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ایمان کی تعریف مقرر کی جبکہ کمالِ ایمان کے حصول کے لئے عمل کو لازمی قرار دیا۔ لہٰذا اتباعِ سنت پر مبنی اِس فکر کے نتیجے میں امامِ اعظم کو مرجئہ قرار دینا نہ صرف ان کے خلوصِ دین اور امانت و دیانت کو ٹھکرا دینے کے مترادف ہے بلکہ ہزارہا سال سے سنتِ رسول ﷺ پر مبنی امامِ اعظم کی اِن تعلیمات پر عمل پیرا سوادِ اعظم کی بھی توہین ہے۔ مرجئہ

..... ۲۔ أیضاً، کتاب التوحید، باب ما جاء فی دعاء النبی ﷺ أمّته إلی توحید اللہ، ۶: ۲۶۸۵، رقم: ۶۹۳۷

۳۔ نسائی، السنن، کتاب الزکاۃ، باب إخراج الزکاۃ من بلد إلی بلد، ۵: ۵۵، رقم: ۲۵۲۲

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۳۳

۵۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۴: ۲۳، رقم: ۲۲۷۵

تو اپنے غلط عقائد کی وجہ سے اس حد تک گمراہ ہو چکے تھے کہ وہ عمل کو مانتے ہی نہ تھے ان میں سے ایک گروہ کے نزدیک صرف اقرارِ لسانی ہی ایمانِ کامل تھا۔ جب کہ امامِ اعظم قطعاً ایسے لغو عقائد نہ رکھتے تھے بلکہ اُن کے عقائد میں ایسا اعتدال اور استحکام تھا جو نا صرف منشائے الٰہی اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق تھا بلکہ دورِ حاضر تک کی جدید اسلامی تحقیق کے مطابق بھی قطعی طور پر درست اور یقینی تھا۔

۶۔ امام بخاریؒ پر خود خلقِ قرآن کا الزام لگایا گیا

مسلمہ نے امام بخاری کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے جسے امام عسقلانی نے امام بخاری کے ترجمہ میں درج کیا ہے:

كان ثقة، جليل القدر، عالماً بالحديث، وكان يقول بخلق القرآن، فأنكر ذلک عليه علماء خراسان فهرب ومات وهو مستخف. (۱)

''بخاری ثقہ، جلیل القدر اور حدیث کے عالم تھے۔ وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا کہا کرتے تھے جس پر علماءِ خراسان نے ان کا انکار کیا تو وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور روپوشی میں ہی ان کا وصال ہوگیا۔''

جبکہ امام بخاری نے اس کا انکار کیا۔ امام محمد بن نصر مروزی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو فرماتے ہوئے سنا:

من قال عنّي إني قلت: لفظي بالقرآن مخلوق؛ فقد كذب. (۲)

''جس شخص نے میری طرف سے یہ کہا کہ میں نے کہا ہے: قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں؛ تو اس نے جھوٹ بولا۔''

(۱) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۴۶

(۲) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۴۶

جس طرح امام بخاری پر الفاظِ قرآن کے مخلوق ہونے کا بے بنیاد الزام لگنے کے باوجود ان کی روایتِ حدیث اور عدالت پر کوئی اثر نہ پڑا تو اسی طرح امامِ اعظم پر بھی اِرجاء کا بے سروپا الزام لگنے سے ان کی عدالت وثقاہت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۷۔ صحاح ستہ میں مرجئہ سے مروی روایات بھی موجود ہیں

پچھلے صفحات میں واضح ہو چکا ہے کہ امامِ اعظم پر مرجئ ہونے کا الزام بے حقیقت تھا جسے امام صاحب کی علمی عظمت و رفعت کو داغدار کرنے کے لئے متعصب اور بدعتی فرقوں کی جانب سے وضع کیا گیا تھا۔ اس تحقیق سے یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ اس بے بنیاد الزام سے آپ کی فقاہتِ علمی اور ثقاہتِ حدیث میں کسی قسم کے ضعف کا قطعاً امکان نہ رہا کیونکہ یہ الزام بھی اتنا ہی بے حقیقت اور بے بنیاد تھا جیسا امام بخاری پر عقیدۂ خلقِ قرآن کے سلسلے میں لگنے والا الزام غلط اور بے حیثیت تھا۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ کئی رواۃِ حدیث پر مرجئہ ہونے کا الزام لگایا گیا لیکن امام بخاری اور امام مسلم سمیت دیگر ائمہ صحاح ستہ نے ان سے روایت کیا جن میں سے چند ائمہ کا تذکرہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) عبدالعزیز بن اَبی رَوَّاد سے روایتِ حدیث

امام عبدالعزیز بن ابی رواد (متوفی ۱۵۹ھ) کو ائمہِ حدیث نے مرجئہ کہا ہے۔

۱۔ امام ابراہیم بن اسحاق الجوزجانی نے ان کے متعلق لکھا ہے:

كان عابداً غالياً في الإرجاء.[1]

''وہ عبادت گزار اور غالی مرجئ تھا۔''

۲۔ امام احمد بن حنبل نے ان کے متعلق کہا:

(۱) جوزجانی، أحوال الرجال، ۱: ۱۵۲، رقم: ۲۶۸

كان رجلًا صالحًا وكان مرجئًا.(۱)

''عبدالعزیز صالح شخص اور مرجئی تھا۔''

۳۔ امام بخاری نے امام یحییٰ بن سلیم الطائفی سے امام عبدالعزیز کے مرجئہ ہونے کو نقل کیا ہے:

كان يرى الإرجاء.(۲)

''وہ ارجا کا عقیدہ رکھتا تھا۔''

امام عبدالعزیز بن ابی رواد سے امام بخاری، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔ درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، رقم: ۳۳۹۰

(۲) جامع الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في الصدق والكذب، رقم: ۱۹۷۲

(۳) سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في اتخاذ المنبر، رقم: ۱۰۸۱

(۴) سنن النسائي، كتاب الزينة، باب إسبال الإزار، رقم: ۵۳۳۴

(۵) سنن ابن ماجه، كتاب الأذان، باب السنة في الأذان، رقم: ۷۱۲

(۲) ابراہیمؒ بن طہمان سے روایتِ حدیث

امام ابراہیم بن طہمان (متوفی ۱۶۸ھ) امامِ اعظم کے مشہور شاگرد ہیں۔ امام

(۱) عسقلاني، تهذيب التهذيب، ۶: ۳۰۲

(۲) ۱۔ بخاري، التاريخ الكبير، ۶: ۲۲، رقم: ۱۵۶۱

۲۔ بخاري، الضعفاء الصغير، ۱: ۷۴

ذہبی اور عسقلانی نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھا ہے:

حدّث عنه إبراهيم بن طهمان عالم خراسان. (۱)

''ابراہیم بن طہمان عالمِ خراسان نے امام ابوحنیفہ سے حدیث بیان کی ہے۔''

امام ابراہیم بن طہمان پر ائمہ نے ارجاء کا الزام لگایا۔ امام ذہبی نے سیر أعلام النبلاء میں ان کے ترجمہ میں بعض ائمہ سے ان کے مرجئ ہونے کو بیان کیا ہے۔

۱۔ امام صالح محمد جزرہ نے ان کے بارے میں کہا:

''ثقہ ہے، حسن الحدیث ہے، ایمان میں اِرجاء کی طرف میلان رکھتے ہیں۔''

۲۔ ابو صلت عبد السلام بن ہروی نے امام سفیان بن عیینہ کو ابراہیم بن طہمان کے بارے کہتے ہوئے سنا کہ وہ مرجئ ہے۔

۳۔ امام ابو حاتم نے کہا کہ خراسان میں دو شیخ مرجئ ہیں اور دونوں ہی ثقہ ہیں:

۱۔ ابوحمزہ سکری ۲۔ ابراہیم بن طہمان

۴۔ امام احمد بن حنبل نے ان کے بارے میں فرمایا:

كان مرجئاً، شديداً على الجهمية. (۲)

''وہ مرجئ تھا اور جہمیہ پر شدید تھا۔''

امامِ اعظم کے شاگرد امام ابراہیم بن طہمان پر مرجئہ کا الزام لگنے کے باوجود امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابنِ ماجہ اور امام احمد نے ان سے احادیث کو روایت کیا ہے۔ اس پر صحاح ستہ کے درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳

۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۱۰: ۴۰۱

(۲) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۷: ۳۸۰۔۳۸۱

(۱) صحيح البخاری، كتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن، رقم: ۸۵۲

(۲) صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ وتسليم الحجر عليه قبل النبوة، رقم: ۲۲۷۷

(۳) جامع الترمذی، كتاب الإيمان، باب ما جاء في علامة المنافق، رقم: ۲۶۳۳

(۴) سنن أبی داود، كتاب الصلاة، باب فی ليلة القدر، رقم: ۱۳۷۹

(۵) سنن النسائی، كتاب صلاة العيدين، باب الرخصة في الاستماع إلي الغناء وضرب الدف يوم العيد، رقم: ۱۵۹۷

(۶) سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فی صلاة المريض، رقم: ۱۲۲۳

(۳) ایوبؒ بن عائذ سے روایتِ حدیث

امام بخاری نے اپنی کتب میں خود امام ایوب بن عائذ کے ترجمہ میں ان کے بارے میں لکھا ہے:

كان يری الإرجاء.[۱]

''وہ ارجاء کا عقیدہ رکھتا تھا۔''

امام ایوب بن عائذ کے عقیدہ مرجئہ رکھنے کے باوجود امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے۔ درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) ۱۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۱: ۴۲۰
۲۔ بخاری، الضعفاء الصغير، ۱: ۱۸

(۱) صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب بعث أبی موسی ومعاذ إلی اليمن قبل حجة الوداع، رقم: ۴۰۸۹

(۲) صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة المسافرين وقصرها، رقم: ۶۸۷

(۳) جامع الترمذی، كتاب الجمعة، باب ما ذكر في فضل الصلاة، رقم: ۶۱۴

(۴) سنن النسائی، كتاب تقصير الصلاة في السفر، باب تقصير الصلاة في السفر، رقم: ۱۴۴۱

(۴) عثمانؒ بن غیاث سے روایتِ حدیث

امام مزی نے تہذیب الکمال میں امام عثمان بن غیاث راسبی زہرانی بصری کے ترجمہ میں ان کے بارے میں ائمہ کے درج ذیل اقوال نقل کئے ہیں:

۱۔ امام ابو داؤد سے روایت ہے:

مرجئة البصرة: عبدالكريم أبو أمية، وعثمان بن غياث، والقاسم بن الفضل.[۱]

''بصرہ کے مرجئہ یہ لوگ تھے: ابو امیہ عبد الکریم، عثمان بن غیاث اور قاسم بن فضل۔''

۲۔ امام احمد بن حنبل ان کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

ثقة وكان يرى الإرجاء.[۲]

(۱) مزی، تهذيب الكمال، ۱۹: ۴۷۳

(۲) مزی، تهذيب الكمال، ۱۹: ۴۷۳

’’ثقہ اور مرجعِ تھا۔‘‘

امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد اور امام نسائی نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی صحاح میں ان سے احادیث لی ہیں، درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب، رقم: ۳۴۹۰

(۲) صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عثمان بن عفان، رقم: ۲۴۰۳

(۳) سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في القدر، رقم: ۴۶۹۶

(۴) سنن النسائي، كتاب الافتتاح، باب ترك الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم، رقم: ۹۰۸

(۵) عمر بن ذر الہمدانیؒ سے روایتِ حدیث

امام مزی نے تہذیب الکمال اور امام ابنِ حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں امام عمر بن ذر الہمدانی کے بارے میں ائمہ کی درج ذیل آراء نقل کی ہیں:

۱۔ صاحبِ ’السنن‘ امام ابو داؤد فرماتے ہیں:

كان رأساً في الإرجاء وكان قد ذهب بصره.(۱)

’’عمر بن ذر بڑا مرجئ تھا اور اس کی بینائی جاتی رہی تھی۔‘‘

۲۔ عن يحيى بن سعيد القطان ما يدلّ على أنه كان رأساً في الإرجاء.(۲)

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۱: ۳۳۶

۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۷: ۳۹۰

(۲) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۷: ۳۹۰

''یحییٰ بن سعید القطان سے جو مروی ہے وہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ عمر بن ذر بڑا مرجئ تھا۔''

۳۔ امام ابنِ سعد نے کہا کہ محمد بن عبداللہ اسدی نے بیان کیا:

توفي سنة ١٥٣، وكان مرجئاً فمات فلم يشهده الثوري. (۱)

''عمر بن ذر نے ۱۵۳ھ میں وفات پائی اور وہ مرجئ تھا، اسی لیے امام ثوری اس کے جنازے میں شریک نہ ہوئے۔''

۴۔ امام ابو عاصم نے کہا:

أبو ذر كوفي، ثقة، مرجي. (۲)

''ابو ذر (عمر بن ذر) کوفی، ثقہ اور مرجئ تھا۔''

امام عمر بن ذر الھمدانی پر مرجئہ کا الزام لگنے کے باوجود امام بخاری، امام ترمذی، امام ابوداؤد اور امام نسائی نے اپنی کتابوں میں ان سے روایت لی ہے۔ درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة، رقم: ۳۰۴۶

(۲) جامع الترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة مريم، رقم: ۳۱۵۸

(۳) سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب في التشديد في ذلك، رقم: ۳۳۹۷

(۴) سنن النسائي، كتاب الافتتاح، باب سجود القرآن السجود في ص،

(۱) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۷: ۳۹۰

(۲) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۷: ۳۹۰

رقم: ۹۵۷

(۶) ابومعاویہ محمد بن خازِم سے روایتِ حدیث

ائمہِ کرام نے ابو معاویہ محمد بن خازِم (متوفی ۱۹۵ھ) پر بھی مرجئہ ہونے کا الزام عائد کیا ہے۔ امام ابنِ حجر عسقلانی نے ان کے ترجمہ میں مختلف ائمہ کا تبصرہ نقل کیا ہے:

قال الآجري عن أبي داود مرجئاً، وقال مرّة: كان رئيس المرجئة بالكوفة. وذكره ابن حبان في الثقات وقال: كان حافظاً متقناً ولكنه كان مرجئاً خبيثاً. وقال ابن سعد: كان ثقة، كثير الحديث، يدلس، وكان مرجئاً. قال أبو زرعة: كان يرى الإرجاء، قيل له كان يدعو إليه قال: نعم. (۱)

''امام آجری نے امام ابو داؤد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: محمد بن خازم مرجئ تھا، ایک دفعہ فرمایا: وہ کوفہ میں مرجئہ کا رئیس تھا۔ امام ابنِ حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا کہ وہ پختہ حافظِ حدیث تھا مگر خبیث مرجی تھا۔ امام ابن سعد نے کہا: وہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھا، تدلیس کرتا تھا اور مرجئہ تھا۔ امام ابو زُرعہ نے کہا: وہ ارجاء کا عقیدہ رکھتا تھا۔ ان سے پوچھا گیا: کیا وہ لوگوں کو ارجاء کی طرف بلاتا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔''

امام ذہبی نے ابومعاویہ الضریر کے متعلق یہاں تک روایت درج کی ہے:

إن وكيعاً لم يحضر جنازته للإرجاء. (۲)

(۱) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۱۲۱

(۲) ذهبی، ميزان الاعتدال، ۷: ۴۲۹

’’یقیناً وکیع بن الجراح نے اِرجاء کی وجہ سے اُن کے جنازہ میں شرکت نہ کی۔‘‘

امام ابو معاویہ محمد بن خازم سے امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ جمیع اصحابِ صحاح ستہ نے روایت کیا ہے۔ درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

(۱) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة في مسجد السوق، رقم: ۴۶۵

(۲) صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعاً، رقم: ۲۷

(۳) جامع الترمذي، كتاب الصلاة، باب ما جاء أن الإمام ضَامِنٌ والمؤذن مُؤْتَمَنٌ، رقم: ۲۰۷

(۴) سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في النهي عن سب أصحاب رسول الله ﷺ، رقم: ۴۶۵۸

(۵) سنن النسائی، كتاب النكاح، باب الحث على النكاح، رقم: ۳۲۱۰

(۶) سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب النية في القتال، رقم: ۲۷۸۳

امام ابو داؤد، امام ابنِ حبان، امام ابنِ سعد، امام ابو زُرعہ اور امام وکیع کی زبانی امام محمد بن خازم کے مرجئ ہونے پر اقوال درج کئے جا چکے ہیں۔ ارجاء کا الزام عائد ہونے کے باوجود صحاح ستہ میں مروی ان کی روایات کو ایک نظر ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ’صحیح بخاری‘ میں محمد بن خازم سے مرویات کی تعداد: ۵۰

۲۔ ’صحیح مسلم‘ میں محمد بن خازم سے مرویات کی تعداد: ۲۵۰

۳۔ ’جامع ترمذی‘ میں محمد بن خازم سے مرویات کی تعداد: ۱۲۰

۴۔ ’سنن ابو داؤد‘ میں محمد بن خازم سے مرویات کی تعداد: ۸۵

۵۔ ’سنن نسائی‘ میں محمد بن خازم سے مرویات کی تعداد: ۶۵

۶۔ ’سنن ابنِ ماجہ‘ میں محمد بن خازم سے مرویات کی تعداد: ۱۵۰

یعنی صرف ایک مرجئ امام سے صحاح ستہ میں کل مرویات کی تعداد **۷۲۰** ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ باقی اکابر ائمہِ حدیث جن پر ارجاء کا الزام لگایا گیا ان سے صحاح ستہ میں کل کتنی احادیث مروی ہوں گی؟

مذکورہ بالا چند ائمہ کے احوال بطور نمونہ اس لئے درج کئے ہیں تاکہ اس سوچ کا خاتمہ کیا جا سکے کہ جس محدّث پر بھی مرجئ ہونے کا الزام لگایا گیا، وہ ضعیف اور کمزور نہیں ہوتا تھا اسی لئے ائمہِ صحاح ستہ نے اُن سے سینکڑوں احادیث روایت کیں۔ اگر یہ تمام محدّثین غیر ثقہ اور ضعیف ہوتے یا مرجئ ہونے کا جھوٹا الزام اتنا غلیظ ہوتا تو محدّثینِ کبار اُن سے روایت نہ لیتے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے رُواۃ ہیں جن پر بعض ائمہ نے خوارج اور معتزلہ جیسے باطل فرقوں کے جھانسے میں آکر مرجئہ ہونے کا الزام لگایا لیکن امام بخاری، امام مسلم اور دیگر ائمہ صحاح ستّہ سمیت محدّثینِ کرام کی اکثریت نے ان سے بھی روایت کیا۔

’صحیح البخاری‘ میں مزید گیارہ مرجئہ رُواۃ کی فہرست

ائمہِ جرح وتعدیل اور علم الرجال کی کتب کا سرسری مطالعہ کرنے کے بعد صحیح البخاری کے درج ذیل گیارہ رُواۃ عقیدہ اِرجا کے حامل ٹھہرتے ہیں، جن کو محدّثین نے مرجئ یا مائل بہ اِرجا شمار کیا ہے۔

۱۔ ابراہیم بن یزید بن شریک التَّیْمِی (متوفی ۹۳ھ)[1]

(۱) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۲: ۱۴۵
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱: ۱۵۴

۲۔ عَمْرو بن مُرَّة (متوفی ۱۱۸ھ)(۱)

۳۔ قیس بن مسلم الْجَدَلِی (متوفی ۱۲۰ھ)(۲)

۴۔ سالم بن عَجْلان الأفْطَس (متوفی ۱۳۲ھ)(۳)

۵۔ شعیب بن اسحاق الدِّمَشْقِی (متوفی ۱۸۹ھ)(۴)

۶۔ یونس بن بُکَیر (متوفی ۱۹۹ھ)(۵)

۷۔ عبد الحمید بن عبد الرحمٰن الْحِمَّانِی (متوفی ۲۰۲ھ)(۶)

۸۔ شَبابہ بن سَوَّار المدائنی الفَزاری (متوفی ۲۰۶ھ)(۷)

(۱) ۱۔ عجلی، معرفة الثقات، ۲: ۱۸۵

۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۸: ۸۹

۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۵۴

(۲) ۱۔ عجلی، معرفة الثقات، ۲: ۲۲۲

۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۸: ۳۶۱

(۳) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۴: ۱۸۶

۲۔ ذهبی، میزان الإعتدال، ۳: ۱۶۷

(۴) ۱۔ ذهبی، الکاشف، ۱: ۴۸۶

۲۔ عسقلانی، تقریب التهذیب، ۱: ۲۶۶

(۵) ۱۔ عقیلی، الضعفاء الکبیر، ۴: ۴۶۱

۲۔ ذهبی، المغنی فی الضعفاء، ۲: ۷۶۵

(۶) ۱۔ عجلی، معرفة الثقات، ۲: ۷۰

۲۔ ذهبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۴: ۲۵۲

(۷) ۱۔ عجلی، معرفة الثقات، ۱: ۴۴۷

۲۔ ذهبی، من تکلم فیه: ۹۷

۹۔ خَلَّاد بن یحییٰ (متوفی ۲۱۳ھ)(۱)

۱۰۔ بِشْر بن محمد السَّخْتِیَانِی (متوفی ۲۲۴ھ)(۲)

۱۱۔ ذَر بن عبداللہ الْهَمْدَانِی (۳)

اس مفصل تحقیق سے معلوم ہوا کہ کسی بھی محدّث پر اِرجاء کا الزام لگنے کے باوجود امام بخاری سمیت بقیہ ائمہِ صحاح ستہ نے اُن سے روایت کیا۔ اِن میں ایسے رُواۃ بھی ہیں جن پر مرجئہ ہونے کا الزام خود امام بخاری نے 'التاریخ الکبیر' اور 'الضعفاء الصغیر' میں ذکر کیا ہے، لیکن اس کے باوجود ان سے احادیث لیں۔ اس سے پتہ چلا کہ ثقہ، صدوق، اور اَوثَق و اَصدَق راوی کے مرجئہ ہونے کے باوجود ائمہ نے ان سے روایت کیا اور ان کی احادیث کو نظر انداز نہیں کیا۔ اگر درج بالا ان سترہ ائمہ کی صحاح ستہ میں مروی کل احادیث بالفرض کم از کم دو ہزار (۲,۰۰۰) بھی شمار کی جائے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کے بغیر کل صحاح ستہ کی تکرار کے بعد دس ہزار احادیث میں سے آٹھ ہزار (۸,۰۰۰) باقی بچیں گی۔ جب اِن کُل ائمہ کی احادیث کو امام بخاری نے پسند کیا ہے اور ان کو 'الصحیح' میں درج کیا ہے تو امامِ اعظم ابوحنیفہ جو علم الحدیث میں اَوثق اور اَجل مقام پر فائز ہیں یقیناً ان سے روایت لینا زیادہ قرینِ قیاس ہے، مگر اس کے باوجود امام بخاری نے آپ سے روایت نہیں کیا، کیوں؟ اس کی وجہ ہماری نظر میں صرف وہی ہے جسے ہم نے گزشتہ صفحات میں ذکر کیا کہ امام بخاری اور امامِ اعظم کے درمیان شدید علمی اختلاف تھا جس کے باعث انہوں نے آپ کی روایت کو ترک کیا جو کسی صورت آپ کے

(۱) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۸: ۳۶۱
۲۔ عسقلانی، تقریب التهذیب، ۱: ۱۹۶
(۲) ۱۔ ابن حبان، الثقات، ۸: ۱۴۴
۲۔ عسقلانی، تقریب التهذیب، ۱: ۱۲۴
(۳) ۱۔ ذهبی، میزان الاعتدال، ۳: ۵۰
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۳: ۱۸۹

ضعیف فی الحدیث ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

بعض شبہات کا ازالہ

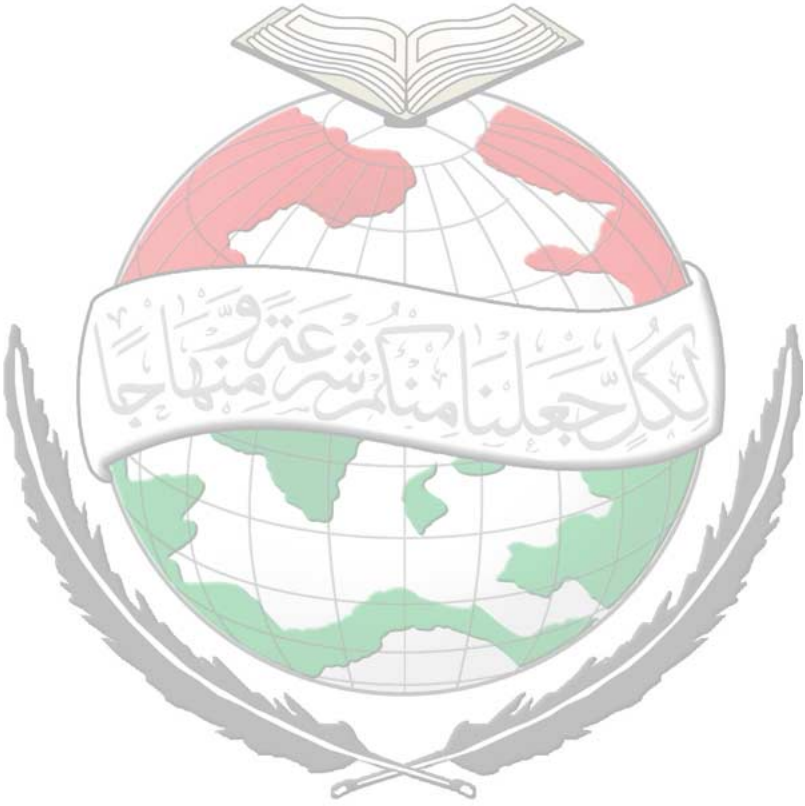
۱۔ بعض ذہنوں میں یہ شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ بعض راویوں جن میں امامِ اعظم کے تلامذہ بھی شامل ہیں، پر ارجاء کا الزام تھا حتی کہ امام بخاری نے خود لگایا لیکن اس کے باوجود امام بخاری نے ان سے روایت کیا اور امامِ اعظم کو چھوڑ دیا، اس کی وجہ کیا ہے؟

جواباً عرض ہے کہ ہمیں امام بخاری کی امانت و دیانت اور صداقت و عدالت پر کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں لیکن گذشتہ کئی صفحات پر پھیلی ہوئی بحث سے ہم یہی نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ امامِ اعظم کے حقیقی مقام و مرتبہ اور معرفتِ حدیث پر باطل فرقوں نے اس قدر کیچڑ اچھالا اور ان پر ارجاء کے الزام کو اس قدر ہوا دی اور ان کی مخالفت میں اس قدر زوردار پراپیگنڈہ کیا جتنا کسی اور امام کے خلاف نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری جیسے سید المحدّثین اور امام المحدّثین بھی غلط فہمی کے اس جال میں پھنس گئے اور امامِ اعظم کی کامل معرفت ان تک نہ پہنچ سکی۔ کیونکہ جتنی قوت اور زور سے امامِ اعظم نے ان باطل فرقوں کے خلاف آواز اٹھائی اور انہیں علمی محاذ پر شکستِ فاش دی انہوں نے ردِعمل کے طور پر آپ کے خلاف اتنا ہی زہر آلود پراپیگنڈہ کیا جس کی وجہ سے آپ کی رفعتِ علمی کئی ائمہِ حدیث کی نظروں سے اوجھل اور پوشیدہ ہوگئی اور وہ صرف ظاہر کو ہی حقیقت سمجھ بیٹھے۔

۲۔ اس کے بعد دوسرا سوال بعض اذہان میں یہ ابھرتا ہے کہ کیا امام بخاری کے علاوہ باقی ائمہ صحاحِ ستّہ اور دیگر ائمہِ حدیث نے امامِ اعظم سے روایت کیا ہے؟

ذہن نشین رہے کہ کئی ائمہِ حدیث نے امامِ اعظم سے روایت کیا ہے جن میں امام ترمذی، امام نسائی، امام احمد بن حنبل، امام ابنِ حبان اور امام ابنِ خزیمہ جیسے اکابرینِ حدیث شامل ہیں۔ فی الحال ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں اِن پر تفصیلی تحقیق مع حوالہ جات

اِن شاء اللہ ﷻ راقم کی کتاب ''امام ابو حنیفہ ﷺ: امام الائمۃ فی الحدیث'' کی جلد دوم میں آئے گی۔



www.MinhajBooks.com



مآخذ و مراجع

www.MinhajBooks.com



www.MinhajBooks.com

۱۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ ابن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۲۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **التاریخ الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۳۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۴۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الضعفاء الصغیر**۔ حلب، شام: دار الوعی، ۱۳۹۶ھ۔

۵۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبری**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۶۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ **الجامع الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۷۔ **جوزجانی**، ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب (۲۵۹ھ)۔ **أحوال الرجال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۸۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ **صفۃ الصفوۃ**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۹۔ **ابن ابی حاتم**، ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس رازی تمیمی (۳۲۷ھ)۔

الجرح و التعديل۔ بیروت، لبنان: دار إحياء التراث العربی، ۱۲۷۱ھ۔

۱۰۔ حاکم، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/ ۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ تسمية من أخرجهم البخاری و مسلم۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب، ۱۴۰۷ھ۔

۱۱۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/ ۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ المستدرک علی الصحیحین۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۲۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔ ۹۶۵ء)۔ الثقات۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء۔

۱۳۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔ ۹۶۵ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۱۴۔ ابن حزم، علی بن احمد بن سعید اندلسی (۳۸۴۔۴۵۶ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۴ء)۔ الفصل فی الملل و النحل۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء۔

۱۵۔ ابوحنیفہ، امامِ اعظم نعمان بن ثابت (۸۰۔۱۵۰ھ)۔ الرسالة إلى عثمان البتي (مجموعة كتب العقيدة وعلم الكلام للشيخ زاهد الكوثری)۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۵ھ۔

۱۶۔ ابوحنیفہ، امامِ اعظم نعمان بن ثابت (۸۰۔۱۵۰ھ)۔ الفقه الاكبر مع الشرح لملّا علی القاري۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۷۔ ابو حنیفہ، امامِ اعظم نعمان بن ثابت (۸۰۔۱۵۰ھ)۔ الوصية في التوحيد (مجموعة كتب العقيدة وعلم الكلام للشيخ زاهد الكوثری)۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء۔

۱۸۔ ابن خزیمہ، ابو بکر محمد بن اسحاق (۲۲۳۔۳۱۱ھ/ ۸۳۸۔۹۲۴ء)۔ الصحیح۔

بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

۱۹۔ **خطیب بغدادی**، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ تاریخ بغداد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۲۰۔ **ابنِ خلکان**، ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان (۶۰۸۔ ۶۸۱ھ)۔ وفیات الأعیان وأنباء الزمان۔ بیروت، لبنان: دار الثقافۃ، ۱۹۶۸ء۔

۲۱۔ **ابو داؤد**، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۲۲۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ تذکرۃ الحفاظ، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۲۳۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ سیر أعلام النبلاء، بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۲۴۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ الکاشف في معرفۃ من لہ روایۃ في الکتب الستۃ، جدہ، سعودی عرب: دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۲۵۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ المغني فی الضعفاء۔

۲۶۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ میزان الاعتدال في نقد الرجال، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۵ء۔

۲۷۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ ذکر أسماء من تکلم فیہ وھو موثق، زرقاء، اردن: مکتبۃ المنار، ۱۴۰۶ھ۔

۲۸۔ سبکی، تاج الدین بن علی بن عبد الکافی (۷۲۷۔۷۷۱ھ)۔ طبقات الشافعية الكبرى۔ ہجر للطباعۃ والنشر، ۱۴۱۳ھ۔

۲۹۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۳۰۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ تدريب الراوي فی شرح تقريب النواوي۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الریاض الحدیثۃ۔

۳۱۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ طبقات الحفاظ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ۔

۳۲۔ شافعی، ابوعبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (۱۵۰۔۲۰۴ھ/۷۶۷۔۸۱۹ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ

۳۳۔ ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ المصنف۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۳۴۔ صالحی، ابوعبداللہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی (۹۴۲ھ)۔ عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان۔ کراچی، پاکستان: مکتبۃ الشیخ۔

۳۵۔ ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن شہروزی (۵۷۷۔۶۴۳ھ)۔ صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۴۰۸ھ۔

۳۶۔ ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن شہروزی (۵۷۷۔۶۴۳ھ)۔ علوم

الحديث (المعروف مقدمة ابن الصلاح مع التقييد والإيضاح)۔ اکوڑہ خٹک، پاکستان: ناشر جلال الدین افغانی/ مدینہ منورہ: سعودی عرب: المکتبۃ السلفیۃ، ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء۔

۳۷۔ **صیمری**، ابوعبداللہ حسین بن علی (۴۳۶ھ)۔ أخبار أبی حنیفة وأصحابه، حیدرآباد، بھارت، مطبعۃ المعارف الشرقیۃ، ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء۔

۳۸۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ مسند الشامیین۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۳۹۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ المعجم الکبیر۔ موصل، عراق: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔

۴۰۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ جامع بیان العلم وفضله۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۴۱۔ **ابن عبد الہادی**، شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبد الحمید بن قدامہ مقدسی حنبلی (۷۰۵۔۷۴۴ھ)۔ مختصر طبقات علماء الحدیث۔

۴۲۔ **عجلی**، ابوالحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح کوفی (۱۸۲۔۲۶۱ھ)۔ معرفة الثقات۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۴۳۔ **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ تاریخ مدینة دمشق۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔

۴۴۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ تقریب التهذیب۔ شام: دار الرشید، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۴۵۔ عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ تهذيب التهذيب۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ۔

۴۶۔ عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۴۷۔ عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ لسان الميزان۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الاعلمی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۴۸۔ عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ هدي الساري مقدمة فتح الباري۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۴۹۔ عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ النكت على كتاب ابن الصلاح۔

۵۰۔ عقیلی، ابو جعفر محمد بن عمر بن موسیٰ (۳۲۲ھ)۔ الضعفاء الكبير۔ بیروت، لبنان: دار المکتبۃ العلمیۃ، ۱۹۸۴ھ۔

۵۱۔ ابو عوانہ، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰۔۳۱۶ھ/ ۸۴۵۔ ۹۲۸ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۵۲۔ قرشی، عبد القادر بن محمد بن محمد ابن ابی الوفاء قرشی مصری (۶۹۶۔۷۷۵ھ/ ۱۲۹۷۔۱۳۷۳ء)۔ الجواهر المضيئة في طبقات الحنفية۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء۔

۵۳۔ قسطلانی، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱۔ ۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)۔ إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۰۴ھ۔

۵۴۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ البداية والنهاية۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱ھ۔

۵۵۔ **کردری**، محمد بن محمد بن شہاب ابنِ بزاز (۸۲۷ھ)۔ مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۵۶۔ **کلاباذی**، ابو نصر احمد بن محمد بن حسین بخاری (۳۲۳۔۳۹۸ھ)۔ رجال صحيح البخاري۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۴۰۷ھ۔

۵۷۔ **لالکائی**، ابو قاسم ابن حسن بن منصور (۴۱۸ھ)۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة من الكتاب والسنة وإجماع الصحابة۔ ریاض، سعودی عرب، دار طیبہ، ۱۴۰۲ھ۔

۵۸۔ **ابن ماجہ**، ابوعبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۵۹۔ **مرتضیٰ زبیدی**، سید ابو الفیض محمد بن محمد بن محمد حسینی (۱۲۰۵ھ)۔ عُقود الجواهر المنيفة في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة مما وافق فيه الأئمة الستة أو أحدهم۔ پاکستان، کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی۔

۶۰۔ **مزی**، ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴۔۷۴۲ھ/ ۱۲۵۶۔۱۳۴۱ء)۔ تهذيب الكمال۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۶۱۔ **مسلم**، ابن الحجاج قشیری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ الصحيح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۶۲۔ **مسلم**، ابن الحجاج قشیری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ الكنى والأسماء۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: الجامعۃ الاسلامیۃ، ۱۴۰۴۔

۶۳۔ **ابن منجویہ**، ابو بکر احمد بن علی الاصبہانی (۳۴۷۔ ۴۲۸ھ)۔ رجال مسلم۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۷ھ۔

۶۴۔ **موفق**، ابن احمد بن محمد مکی (۴۸۴۔ ۵۶۸ھ)۔ مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۶۵۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن۔ حلب، شام: مکتب المطبوعات، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۶۶۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن الكبرى۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۶۷۔ **ابن القطان**، ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادی حنبلی (۵۷۴۔۶۲۹ھ)۔ التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۶۸۔ **نووی**، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ تهذيب الأسماء واللغات۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۶۹۔ **نووی**، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ شرح النووي على صحيح مسلم۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۲ھ۔

۷۰۔ **ہیثمی**، ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۷۱۔ **ابو یعلی خلیلی**، خلیل بن عبد اللہ بن احمد قزوینی (۳۶۷۔۴۴۶ھ)۔ الإرشاد في معرفة علماء الحديث۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔